احمدی نوجوانوں کیلئے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

نومبر 2004ء

مدیر

منصور احمد نورالدین

دارالصناعۃ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ربوہ کی
ایک تقریب میں موجود طلبہ کا ایک منظر

مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی
تقریب سے خطاب فرماتے ہوئے

آٹو مکینک کی پہلی کلاس کے بعض فارغ التحصیل طلبہ اپنے اساتذہ کے ساتھ

محترم صدر صاحب کا پیغام

مجلس خدام الاحمدیہ کے نام

پیارے خدام بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس خدام الاحمدیہ یوکے کے سالانہ اجتماع کے اختتامی خطاب میں فرمایا کہ:-

''ہمارا ہر نوجوان جو ملازمت کر رہا ہے یا کاروبار کر رہا ہے اس کو دیانت کے اعلیٰ معیار قائم کرنے چاہئیں۔ اپنے فرائض دیانت داری سے ادا کرنے والا ہونا چاہیے۔ کوئی افسر، کوئی ماتحت، کوئی کاروباری شریک یہ کہہ کر آپ پر انگلی نہ اٹھائے کہ یہ نوجوان، یہ احمدی نوجوان بددیانتی میں ملوث ہے۔ اخلاقی لحاظ سے بھی تمہارا شہرہ ایسا ہو کہ تمہیں لوگ اس طرح جانتے ہوں کہ ہر کوئی یہ کہے کہ ایسے اخلاق کا مالک کسی بھی لحاظ سے بددیانت نہیں ہوسکتا۔ اخلاقی لحاظ سے بھی ایسے اچھے ہونے چاہئیں ہم۔ کیونکہ اسی دیانت کی شہرت کی وجہ سے ہی آپ کے کاروبار بھی چمکیں گے اور ملازمتوں میں بھی آپ کو بہتر مواقع میسر آئیں گے۔''

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی روشنی میں دیانت کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

سید محمود احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ خالد

نومبر 2004ء
نبوت 1383ہش

جلد 51
شمارہ نمبر 11

monthlykhalid52@yahoo.com

اس شمارے میں

کمپوزنگ: اقبال احمد زبیر ٹائٹل ڈیزائننگ: شیخ خالد محمود پانی پتی پبلشر: قمر احمد محمود مینیجر: عزیز احمد پرنٹر: سلطان احمد ڈوگر

مطبع: ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ) مقام اشاعت: ایوان محمود دار الصدر جنوبی قیمت ۱۰ روپے ..... سالانہ ۱۰۰

PH: +92 4524 212349- 212685 FAX: +92 4524 213091

اداریہ

لغو باتوں سے اجتناب

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (المومنون ۴)

یعنی (مومن) وہ ہیں جو لغویات سے اعراض کرنے والے ہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 20 راگست 2004ء میں فرمایا کہ:-

لغو باتوں اور لغو حرکتوں اور لغویات میں ڈوبنے کی بیماری آجکل کچھ زیادہ جڑ پکڑ رہی ہے۔ اور اسی وجہ سے یہ بیماری تقویٰ میں بھی روک بنتی ہے۔

پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے معاشرے میں پائی جانے والی بعض لغویات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

انٹرنیٹ کا غلط استعمال ہے یہ بھی آجکل کی بہت بڑی ایک لحاظ سے لغو چیز ہے۔

غلط صحبتیں ہیں یہ بھی لغویات میں شمار ہوتی ہیں ان سے بھی بچو۔

بعض دفعہ تمہارے جوش بھی لغو ہوتے ہیں۔

آجکل کی لغویات میں سے ایک چیز سگریٹ وغیرہ بھی ہیں۔

پھر فرمایا:-

''ہر قسم کا جھوٹ، غلط اور گناہ کی باتیں، تاش کھیلنا، اس قسم کی اور کھیلیں، آجکل دکانوں پر مشینیں پڑی ہوتی ہیں چھوٹے بچوں کو جوئے کی عادت ڈالنے کے لئے، رقم ڈالنے کے بعد بعض نمبروں کی گیمیں ہوتی ہیں کہ یہ ملاؤ، اتنے پیسے ڈالو تو اتنے پیسے نکل آئیں گے تو اس طرح جیتنے سے اتنی بڑی رقم حاصل ہو جائے گی، یہ سب لغو چیزیں ہیں۔ اسی طرح بیٹھ کر مجلسیں جمانا، گپیں ہانکنا، پھر دوسروں پر بیٹھ کے اعتراض وغیرہ کرنا یہ سب ایسی باتیں ہیں جو لغویات میں شامل ہیں''۔

پس "ہر ایک اپنا جائزہ لیتا رہے کہ کیا کیا لغویات اس میں پائی جاتی ہیں"۔

کیونکہ یاد رکھیں "ہر برائی لغو ہے یا ہر لغو حرکت یا بات گناہ ہے"۔

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 3 تا 9 رستمبر 2004ء)

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم سب کو ہر قسم کی لغویات سے بچائے۔ آمین

خدا پر توکل

(مکرم: اعزاز احمد زبیر۔ بشیر آباد سندھ)

توکل کے معنی سپرد کرنے کے ہیں مراد یہ ہے کہ انسان کامل یقین کے ساتھ اپنے کام کے نتائج خدا کے سپرد کرے اور یہ یقین رکھے کہ خدا جو کارساز ہے، قادر ہے وہ اس کی کوششوں کا بہترین نتیجہ عطا فرمائے گا۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب ایک شخص نے پوچھا کہ کیا میں اونٹ کا گھٹنا باندھ کر توکل کروں یا اونٹ کو کھلا چھوڑ دوں اور خدا پر توکل کروں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اِعْقِلْهَا ثُمَّ تَوَكَّلْ

پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھو اور پھر توکل کرو

(ترمذی کتاب صفة القيامه...... باب ماجاء في الصفه اواني الحوض)

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر ہجرت کے وقت غار ثور میں قیام فرما تھے، شدید خطرے کا وقت تھا اور دشمن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتا ہوا عین غار تک آن پہنچا تھا اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

''میں نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا تو تعاقب میں آنے والوں کے پاؤں دکھائی دیئے، میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! اگر کوئی نظر نیچی کرے گا تو ہمیں یقیناً دیکھ لے گا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کامل اعتماد، یقین اور توکل سے بھرپور جواب دیا:-

اے ابوبکر! ہم دو ہیں ہمارے ساتھ تیسرا خدا ہے۔ یعنی ہماری مدد کے لئے ہمارا خدا موجود ہے۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب ہجرة النبی ﷺ)

حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''اللہ اللہ کیا توکل ہے۔ دشمن سر پر کھڑا ہے اور اتنا نزدیک ہے کہ ذرا آنکھ نیچی کرے اور دیکھ لے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ پر ایسا یقین ہے کہ باوجود سب اسباب مخالف کے جمع ہو جانے کے آپ یہی فرماتے ہیں کہ یہ کیوں کر ہو سکتا ہے خدا تو ہمارے ساتھ ہے پھر وہ کیوں کر دیکھ سکتے ہیں۔

(سیرۃ النبی ﷺ صفحہ۔ ۴۹)

جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لئے آئے تو یہ سکون نصیب ہو گیا کہ تبلیغ اسلام کے کھلے مواقع مل گئے مگر مدینہ کے یہودیوں کو اور منافقین کو شدید تکلیف ہونے لگی چنانچہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف طرح طرح کی سازشیں شروع کر دیں جن میں قتل کرنے تک کی کارروائیاں بھی شامل تھیں ان وجوہات کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار صحابہ ظاہری حفاظت کے انتظام کی خاطر ہر وقت آپ کا پہرہ دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کا پہرہ دے رہے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی:- وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (مائدہ ۶۸)

اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت خیمہ سے سر باہر نکال کر صحابہ سے فرمایا کہ:-

يَا أَيُّهَا النَّاسُ انْصَرِفُوا فَقَدْ عَصَمَنِي اللّٰهُ

اے لوگوں یہاں سے چلے جاؤ میری حفاظت کا ذمہ خود

خدا نے لے لیا ہے۔
(ترمذی کتاب تفسیر القران باب ومن سورۃ المائدہ)

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے توکل کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:۔

خدا تعالیٰ پر توکل کا یہ حال تھا کہ جب ایک شخص نے اکیلے پا کر آپ پر تلوار اُٹھائی اور آپ سے پوچھا اب کون تم کو مجھ سے بچا سکتا ہے؟ اُس وقت باوجود اس کے کہ آپ بے ہتھیار تھے اور بوجہ لیٹے ہوئے ہونے کے حرکت بھی نہیں کر سکتے تھے۔ نہایت اطمینان اور سکون سے آپ نے جواب دیا۔ ''اللہ!'' یہ لفظ اس یقین اور وثوق سے آپ کے منہ سے نکلا کہ اُس کافر کا دل بھی آپ کے ایمان کی بلندی اور آپ کے یقین کے کامل ہونے کو تسلیم کیے بغیر نہ رہ سکا اور اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی اور وہ جو آپ کو قتل کرنے کے لئے آیا تھا آپ کے سامنے مجرموں کی طرح کھڑا ہو گیا۔ (مسلم جلد ۲ کتاب الفضائل)

خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں انکساری کی یہ حد تھی کہ جب آپ سے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ تو اپنے عمل کے زور سے خدا تعالیٰ کے فضل کو حاصل کر لیں گے۔ تو آپ نے فرمایا نہیں! نہیں!! مَیں بھی خدا کے احسان سے ہی بخشا جاؤں گا۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ مَیں نے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے کوئی شخص اپنے عملوں سے جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ مَیں نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ بھی اپنے اعمال سے جنت میں داخل نہیں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا میں بھی اپنے اعمال کے زور سے جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ ہاں خدا کا فضل اور اس کی رحمت مجھے ڈھانک لے تو یہی ایک صورت ہے۔

(بخاری کتاب الرقاق)

پھر آپ نے فرمایا۔ اپنے کاموں میں نیکی اختیار کرو اور خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں تلاش کرو اور تم میں سے کوئی شخص اپنی موت کی خواہش نہ کیا کرے۔ کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو زندہ رہ کر اپنی نیکیوں میں اور بھی بڑھ جائے گا اور اگر بد ہے تو زندہ رہ کر اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کی توفیق مل جائے گی۔

(بخاری کتاب التمنی و کتاب الدعوات)

خدا تعالیٰ کی محبت کی یہ حالت تھی کہ جب ایک واقعہ کے بعد بادل آتے تو آپ اپنی زبان پر بادل کا قطرہ لے لیتے اور فرماتے۔ دیکھو میرے رب کی تازہ نعمت! جب مجلس میں بیٹھتے تو استغفار کرتے رہتے اور یوں بھی اکثر استغفار کرتے تا کہ آپ کی اُمت اور آپ کے ساتھ تعلق رکھنے والے خدا تعالیٰ کے غضب سے بچے رہیں اور خدا تعالیٰ کی بخشش کے مستحق ہو جائیں۔

(بخاری کتاب الدعوات ومسلم کتاب الذکر والدعاء)

ہر وقت خدا تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے کی یاد کو تازہ رکھتے۔ چنانچہ جب آپ سوتے تو یہ کہتے ہوئے سوتے باسمك اللهم اموت واحی۔ اے خدا تیرا ہی نام لیتے ہوئے مروں اور تیرا ہی نام لیتے ہوئے میں اُٹھوں۔ اور جب آپ صبح اُٹھتے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی اَحْیَانَا بَعْدَمَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النشور۔ اللہ ہی کے لئے سب تعریفیں ہیں جس نے مرنے کے بعد ہم کو زندہ کیا اور پھر ہم اپنے رب کے سامنے جانے والے ہیں۔ (بخاری کتاب الدعوات)

خدا تعالیٰ کے قرب کی اتنی خواہش تھی کہ ہمیشہ آپ خدا تعالیٰ سے دعا کرتے رہتے تھے۔ اے میرے رب! میرے دل میں بھی اپنا نور بھر دے اور میری آنکھوں میں بھی اپنا نور بھر دے اور میرے کانوں میں بھی اپنا نور بھر دے اور میرے دائیں بھی تیرا نور ہو اور میرے بائیں بھی تیرا نور ہو۔ اور میرے اوپر بھی تیرا نور ہو اور میرے نیچے بھی تیرا نور ہو اور میرے آگے بھی تیرا نور ہو اور میرے پیچھے بھی تیرا نور ہو۔ اور اے میرے رب میرے سارے وجود کو نور ہی نور بنا دے۔

(بخاری کتاب الدعوات عن ابن عباس)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ کی وفات کے قریب مسیلمہ کذاب آیا اور اس نے کہا اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد مجھے حاکم مقرر کردیں تو مَیں اُن کا متبع ہو جاؤں گا۔ اس وقت اس کے ساتھ ایک بہت بڑی جمعیت تھی اور جس قوم سے وہ تعلق رکھتا تھا وہ قوم سارے عرب کی قوموں سے تعداد میں زیادہ تھی۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس کے مدینہ میں آنے کی خبر ملی۔ تو آپ اُس کی طرف گئے۔ ثابت بن قیس بن شماس آپ کے ساتھ تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کھجور کی ایک شاخ تھی۔ آپ اُس قافلہ تک آئے اور مسیلمہ کذاب کے سامنے کھڑے ہوگئے۔ اتنے میں اور صحابی بھی جمع ہوگئے اور آپ کے ارد گرد کھڑے ہوگئے۔ آپ نے مسیلمہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تم یہ کہتے ہو کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر اپنے بعد مجھے اپنا خلیفہ مقرر کردیں تو مَیں اس کی اتباع کرنے کے لئے تیار ہوں، لیکن مَیں تو خدا کے حکم کے خلاف یہ کھجور کی شاخ بھی تم کو دینے کے لئے تیار نہیں۔ تمہارا وہی انجام ہوگا جو خدا نے تمہارے لئے مقرر کیا ہے۔ اگر تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے پاؤں کاٹ دے گا۔ اور میں تو دیکھ رہا ہوں کہ خدا نے جو کچھ مجھے دکھایا تھا وہی تمہارے ساتھ ہونے والا ہے۔ پھر فرمایا میں جاتا ہوں جو باتیں کرنی ہیں میری طرف سے ثابت بن قیس بن شماس کے ساتھ کرو۔ یہ کہہ کر آپ واپس تشریف لے آئے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ راستہ میں کسی نے آپ سے پوچھا یا رسول اللہ! آپ نے یہ کیا فرمایا ہے کہ جو کچھ مجھے خدا نے دکھایا تھا میں تجھے ویسا ہی پاتا ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَیں نے خواب میں دیکھا تھا کہ میرے ہاتھ میں دو کڑے ہیں۔ میں نے ان کڑوں کو دیکھ کر ناپسند کیا۔ اس وقت مجھے خواب میں ہی وحی نازل ہوئی کہ میں اُن پر پھونکوں۔ جب میں نے پھونکا تو وہ دونوں اُڑ گئے۔ مَیں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ دو جھوٹے مدعی میرے بعد ظاہر ہوں گے

(بخاری کتاب المغازی باب قصة الاسود العنسی)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کا یہ آخری زمانہ تھا۔ عرب کی سب سے بڑی اور آخری قوم آپ کی فرمانبرداری کرنے کے لئے تیار تھی اور صرف اتنی شرط کرتی تھی کہ اس کے سردار کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد خلیفہ مقرر کردیں۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ذاتی بڑائی کا کوئی بھی خیال ہوتا تو ایسی حالت میں کہ آپ کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔ آپ کے لئے کچھ بھی مشکل نہ تھا کہ آپ عرب کی سب سے بڑی قوم کے سب سے بڑے سردار کو اپنی جانشینی کی امید دلاتے اور سارے عرب کے اتحاد کا راستہ کھول دیتے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کسی چھوٹی سے چھوٹی چیز کو بھی اپنا نہیں سمجھتے تھے وہ اسلامی امارات کو اپنی ملکیت کب قرار دے سکتے تھے۔ آپ کے نزدیک اسلامی امارات خدا کی امانت تھی اور وہ امانت جوں کی توں خدا تعالیٰ ہی کے سپرد ہونی چاہیے تھی۔ پھر وہ جس کو چاہے دوبارہ سونپ دے۔ پس آپ نے اس تجویز کو حقارت سے ٹھکرا دیا۔ اور فرمایا بادشاہت تو الگ رہی خدا کے حکم کے بغیر میں کھجور کی ایک شاخ بھی تم کو دینے کے لئے تیار نہیں۔

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ ۲۴۲ تا ۲۴۴)

❋❋❋

ضروری اعلان

قارئین کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جارہا ہے کہ 'سیدنا طاہرؒ نمبر' دوبارہ چھپوایا گیا ہے اس لئے جو دوست اس نمبر کو خریدنے کی خواہش رکھتے ہوں وہ شعبہ اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان سے یہ شمارہ خرید سکتے ہیں۔ اس کی قیمت ڈاک خرچ کے علاوہ -/100 روپے ہے۔

کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں

یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں
خُو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں؟

باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں
حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں؟

کب تک رہو گے ضد و تعصب میں ڈوبتے
آخر قدم بصدق اُٹھاؤ گے یا نہیں؟

کیونکر کرو گے رد جو محقق ہے ایک بات
کچھ ہوش کر کے عذر سناؤ گے یا نہیں؟

سچ سچ کہو اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب
پھر بھی یہ منہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں؟

❁❁❁

درثمین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چہرہ مبارک کے متعلق ایمان افروز آراء

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری

(مکرم عبدالحنان آصف صاحب۔ دستگیر سوسائٹی کراچی)

حضرت خلیفة المسیح الاول جب پہلی دفعہ قادیان تشریف لائے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اپنی پہلی ملاقات کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا:-

''میں جب پہلے قادیان آیا...... آپ کے مکان پر پہنچا معلوم ہوا کہ عصر کے وقت مل سکیں گے۔ چنانچہ آپ اس وقت سیڑھیوں سے اترے تو میں نے دیکھتے ہی دل میں کہا کہ بس مرزا (حضرت اقدس علیہ السلام) یہی ہے اور اس پر میں سارا ہی قربان ہو جاؤں''۔

(الحکم ۷رفروری ۱۹۱۰)

oooooo

ایک احمدی ٹیچر میاں محمد حسین صاحب سکنہ بلوچستان کی روایت ہے کہ ''مجھے مولوی برہان الدین صاحب نے بتایا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مولوی غلام رسول صاحب قلعہ میہاں سنگھ کے پاس گئے اور اس وقت ابھی بچے ہی تھے۔ اس مجلس میں کچھ باتیں ہو رہی تھیں۔ باتوں ہی باتوں میں مولوی غلام رسول صاحب نے جو کہ ولی اللہ و صاحب کرامات تھے فرمایا کہ:-

''اگر اس زمانہ میں کوئی نبی ہوتا تو یہ لڑکا نبوت کے قابل ہے'' انہوں نے یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر محبت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہی۔ مولوی برہان الدین صاحب کہتے ہیں کہ میں خود اس مجلس میں موجود تھا''۔

(حیات طیبہ از مکرم عبدالقادر صاحب سوداگرمل صفحہ ۱۱)

oooooo

حضرت ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ جب وہ لاہور میں ڈاکٹر تھے ان ایام میں ایک انگریز وہاں آیا جو تصویر دیکھ کر قافیہ شناسی کا مدعی تھا۔ کئی ایک لوگ بطور تماشا بعض تصاویر اس کے پاس لے گئے وہ بتلاتا رہا کہ یہ کیسا آدمی ہے۔ میں نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر اس کے آگے رکھی اور اس سے پوچھا کہ اس شخص کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ وہ بہت دیر تک اس تصویر کو دیکھتا رہا اور آخر اُس نے کہا کہ کسی اسرائیلی پیغمبر کی تصویر ہے۔

(ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحب صفحہ ۳۷۳)

oooooo

حضرت مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں کہ خاکسار ۱۹۰۷ء میں ایک دن مہاراجہ صاحب الور کی ملاقات کے واسطے ان کی کوٹھی پر گیا اور ان کو (دعوۃ الی اللہ) کرنے کے لئے چند کتابیں بھی ساتھ لے گیا۔ ان کے ویٹنگ روم میں میں بھی بیٹھا ہوا تھا کہ وہاں دیوان عبدالحمید صاحب وزیر اعظم ریاست کپورتھلہ اور چند دیگر معززین بھی آ گئے۔ اور ایک انگریز بھی وہاں پہنچے جنہوں نے بیان کیا کہ میں مہاراجہ صاحب کا منجم ہوں۔ اس بات کو سن کر دیوان صاحب اور دوسرے لوگ اس انگریز منجم سے باتیں دریافت کرتے رہے۔ میں نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر ایک کتاب میں سے نکال کر اس کے آگے رکھی جس کو بہت غور سے دیکھ کر اس نے کہا'' یہ خدا کے کسی نبی کی تصویر ہے''۔

(ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحب صفحہ ۳۷۴)

oooooo

مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ جب ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر یورپ کے بعض بڑے آدمیوں کو دکھائی تو انہوں نے کہا

He is a great thinker

(ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحب صفحہ ۳۷۳)

OOOOOO

حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں یہ شعر کہا:-

سب مریضوں کی ہے تمہیں پہ نگاہ
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

(افتخار الحق یا انعامات خداوند کریم مصنف پیر افتخار صاحب صفحہ ۷)

۱۸۸۴ء کے ایک اشتہار میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

''سن شریف حضرت کا قریباً ۴۰ یا ۴۵ سال ہوگا اصل وطن اجداد کا قدیم فارس معلوم ہوتا ہے۔ نہایت خلیق، صاحب مروت وحیا، جوان رعنا، چہرے سے محبت الٰہی ٹپکتی ہے۔ اے ناظرین میں سچی نیت اور کمال جوش صداقت سے التماس کرتا ہوں کہ بے شک وشبہ جناب میرزا صاحب موصوف مجدد وقت اور طالبان سلوک کے لئے کبریت احمر اور سنگدلوں کے واسطے پارس اور تاریک باطنوں کے واسطے آفتاب اور گمراہوں کے لئے خضر اور منکران اسلام کے واسطے سیف قاطع اور حاسدوں کے واسطے حجۃ بالغہ ہیں۔ یقین جانو کہ پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئے گا۔ آگاہ ہو کہ امتحان کا وقت آ گیا ہے اور حجت ایسی قائم ہو چکی ہے اور آفتاب عالم تاب کی طرح بدلائل قطعیہ ایسا ہادی کامل بھیج دیا ہے کہ سچوں کو نور بخشے اور ظلمات وضلالت سے نکالے اور جھوٹوں پر حجت قائم کرے۔

(اشتہار واجب الاظہار ۱۸۸۴ء بحوالہ الفضل ۲۳ر جون ۱۹۳۱)

OOOOOO

حضرت مولانا حسن علی صاحب بھاگلپوری شہرۂ آفاق مسلم مشنری تھے، جن کے ہاتھ پر بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ملاقات کا نقشہ درج ذیل الفاظ میں کھینچتے ہیں:-

''اللہ اللہ سر سے پا تک ایک نور کے پتلے نظر آتے تھے جو لوگ مخلص ہوتے ہیں اور اخیر رات اُٹھ کر اللہ کے جناب رویا دھویا کرتے ہیں۔ ان کے چہروں کو بھی اللہ اپنے نور سے رنگ دیتا ہے اور جن کو کچھ بھی بصیرت ہے وہ اس نور کو پرکھ لیتے ہیں۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کو تو اللہ نے سر سے پاؤں تک محبوبیت کا لباس اپنے ہاتھوں سے پہنایا تھا''۔

(تائید حق از مولوی حسن علی صاحب بھاگلپوری صفحہ ۷۶)

OOOOOO

مولانا ابوالکلام آزاد کے بھائی مرحوم ابوالنصر آہ ۲ر مئی ۱۹۰۵ء کو حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور کے چہرۂ مبارک کو دیکھ کر اتنے متاثر ہوئے کہ بیعت کر لی۔ مولانا ابوالنصر نے امرتسر کے اخبار وکیل میں سفر قادیان اور حضور علیہ السلام کی زیارت کا ذکر بڑے وجد آفرین انداز میں کیا۔ چنانچہ لکھا:-

''مرزا صاحب کی صورت نہایت شاندار ہے جس کا اثر بہت فوری ہوتا ہے آنکھوں میں ایک خاص طرح کی چمک اور کیفیت ہے اور باتوں میں ملائمت ہے۔ طبیعت منکسر مگر حکومت خیز، مزاج ٹھنڈا مگر دلوں کو گرما دینے والا، بردباری کی شان نے انکسار کیفیت میں اعتدال پیدا کر دیا ہے۔ گفتگو ہمیشہ اس نرمی سے کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا متبسم ہیں۔ رنگ گورا ہے بالوں کو حنا کا رنگ دیتے ہیں۔ جسم مضبوط اور محنتی ہے سر پر پنجابی وضع کی سپید پگڑی باندھتے ہیں۔ سیاہ یا خاکی لمبا کوٹ زیب تن فرماتے ہیں۔ پاؤں میں جراب اور دیسی جوتی ہوتی ہے عمر تقریباً ۶۶ سال کی ہے''۔ (الحکم ۲۴ر مئی ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۰)

OOOOOO

برصغیر پاک و ہند کے ممتاز ادیب مرزا فرحت اللہ بیگ

اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:-

''اب ایک ایسے شخص سے میرے ملنے کا حال سنیے جو اپنے فرقہ میں نبی سمجھا جاتا ہے اور دوسرے فرقہ والے خدا جانے اس کو کیا کچھ نہیں کہتے۔ یہ کون ہے؟ جناب مرزا غلام احمد قادیانی بانی فرقہ احمدیہ۔ ان سے میرا رشتہ یہ ہے کہ میری خالہ زاد بہن ان سے منسوب تھیں۔ اس لئے یہ جب بھی دلی آتے تو مجھے بلا بھیجتے اور پانچ روپے دیتے چنانچہ دو تین دفعہ ان سے میرا ملنا ہوا مگر میں یقین دلاتا ہوں کہ انہوں نے کبھی مجھ سے ایسی گفتگو نہیں کی جس کو تبلیغ کہا جا سکے۔

میرے ایک چچا تھے جن کا نام مرزا عنایت اللہ بیگ تھا یہ بڑے فقیر دوست تھے۔ تمام ہندوستان کا سفر فقیروں سے ملنے کے لئے کیا۔ بڑی بڑی سخت ریاضتیں کیں۔ چنانچہ اس سے ان کی محنت کا اندازہ کر لیجئے کہ تقریباً چالیس سال تک یہ رات کو نہیں سوئے صبح کی نماز پڑھ کر اڑھائی گھنٹے کے لئے سو جاتے ورنہ سارا وقت یاد الٰہی میں گزارتے ایک دن جو میں مرزا صاحب کے پاس جانے لگا تو چچا صاحب قبلہ نے مجھ سے کہا ''بیٹا میرا ایک کام ہے وہ کر دو اور وہ کام یہ ہے کہ جن صاحب سے تم ملنے جا رہے ہو ان کی آنکھوں کو دیکھو کہ کس رنگ کی ہیں''۔ میں سمجھا بھی نہیں کہ اس سے ان کا کیا مطلب ہے۔ مگر جب مرزا صاحب کے پاس گیا بڑے غور سے ان کی آنکھوں کو دیکھتا رہا میں نے دیکھا کہ ان کی آنکھوں میں سبز رنگ کا پانی گردش کرتا معلوم ہوتا ہے۔ اسی سلسلے میں مَیں نے خود ان کو بھی غور سے دیکھا کیونکہ اس سے پہلے جو میں ان کے پاس جاتا تھا تو ہمیشہ نیچی آنکھیں کر کے بیٹھتا تھا اس دفعہ میں نے دیکھا ان کا چہرہ بہت بارونق تھا سر پر کوئی دو دو انگل کے بال ہیں۔ ڈاڑھی خاصی نیچی ہے۔ آنکھیں جھکی جھکی ہیں بات کرتے ہیں تو بہت متانت سے کرتے ہیں...... بہر حال وہاں سے واپس آنے کے بعد میں نے چچا صاحب قبلہ سے تمام واقعات بیان کئے ''فرحت دیکھو اس شخص کو کبھی بُرا نہ کہنا۔ فقیر ہے اور یہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہیں''۔ میں نے کہا یہ آپ نے کیوں کر جانا۔ فرمایا ''جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال میں ہر وقت غرق رہتا ہے اس کی آنکھوں میں سبزی آ جاتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ سبز رنگ کے پانی کی ایک نہر ان میں دوڑ رہی ہے''۔

(عالمی ڈائجسٹ کراچی اکتوبر ۱۹۶۸ء صفحہ ۷۳-۷۴ بحوالہ رسالہ خالد ۱۹۹۱ء)

فقیرِ راہ ہیں ہم

گذرنے والوں میں کتنے جگر فگار تھے آج
فقیر راہ ہیں ہم، ہم کو کیا نہیں معلوم

صبا چلی تو ہے اس بار جھولیاں بھر کے
کسی کو راس بھی آئے گی یا نہیں معلوم

ہمیں بھی راہ میں اک دن تمہارا خانہ بدوش
نظر تو آیا تھا لیکن پتہ نہیں معلوم

بہت سے وہ ہیں جو بارِ سفر اٹھا نہ سکے
بہت سے وہ ہیں جنہیں راستہ نہیں معلوم

(مصطفیٰ زیدی از موج مری صدف صدف)

قارئین خالد سے چند گذارشات

۱- یہ آپ کا اپنا رسالہ ہے۔ اس کو خریدنا اور پڑھنا دینی و دنیاوی لحاظ سے بہت مفید ہے۔

۲- اس کی قلمی معاونت کرنا آپ کا فرض ہے تا کہ ''خالد'' کے معیار کو بہتر سے بہتر بنایا جاسکے۔

۳- ''خالد'' کیلئے ہر احمدی کوئی بھی دینی، دنیاوی، علمی اور تحقیقی تحریر بھجوا سکتا ہے۔ جو معیاری ہونے کی صورت میں ضرور شائع ہوگی۔ انشاءاللہ

۴- مضامین صفحہ کے ایک طرف لکھیں اور ایک لائن چھوڑ کر لکھیں تا کہ آسانی سے پڑھا جاسکے۔

۵- اگر کسی مضمون میں کسی کتاب وغیرہ کا اقتباس دیں تو اس کا مکمل حوالہ تحریر کرنا بہت ضروری ہے۔ مثلاً نام کتاب، صفحہ نمبر، نام مصنف، سن اشاعت، مطبع (پریس) کا نام اور ایڈیشن نمبر وغیرہ

۶- مزاحیہ ادب بھی ''خالد'' کے صفحات کی زینت بنتا ہے۔ اس لئے ہلکی پھلکی شگفتہ تحریر بھی بھجوا سکتے ہیں۔

۷- اگر کوئی مضمون شائع کروانا مقصود ہو تو کم از کم دو مہینے پہلے وہ مضمون ادارہ خالد کو بھجوائیں مثلاً اگر مئی کے حوالہ سے کوئی مضمون ہے تو وہ فروری میں بھجوانا ضروری ہے۔

۸- اگر بعض احباب کے مضامین / منظوم کلام وغیرہ شائع نہ ہوں تو ہمت نہ ہاریں اور میدان تحریر میں زیادہ سے زیادہ محنت کر کے آگے بڑھیں۔

۹- ادارہ ہر اس تعمیری تنقید اور رائے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو ''خالد'' کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے دی جاتی ہے۔ اس لئے اپنی قیمتی آراء سے نوازتے رہا کریں۔

۱۰- ایک نہایت ضروری گذارش ہے کہ آپ جو بھی خط ہمیں بھجوائیں اس میں اپنا مکمل ایڈریس ضرور تحریر فرمائیں تا کہ ادارہ کو جواب دینے میں آسانی رہے۔

۱۱- آپ بذریعہ ای۔میل بھی مضامین monthlykhalid52@yahoo.com کے ایڈریس پر ارسال کر سکتے ہیں اور یہ وضاحت بھی نوٹ فرمالیں کہ یہ ای۔میل ایڈریس صرف مضامین کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر کسی نے اپنا نیا شمارہ جاری کروانا ہو یا خریداری کے سلسلے میں کسی وضاحت کی ضرورت ہو تو اس کے لئے براہ راست دفتر اشاعت ایوان محمود میں رابطہ فرمائیں۔

ادارہ ماہنامہ خالد

ایوان محمود، ربوہ ضلع جھنگ

خدام الاحمدیہ کا قیام......اور ہماری ذمہ داریاں

اختتامی خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

برموقع سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ یوکے ۱۹ ستمبر ۲۰۰۴ء

* خدام الاحمدیہ کا مقصد یا جماعت احمدیہ کا مقصد یا جماعت کی کسی بھی ذیلی تنظیم کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا ہے، اپنے اندر تقویٰ پیدا کرنا ہے۔
* ہماری جماعت کو نیکی، تقویٰ، عبادت گذاری، دیانت، راستی یعنی سچ اور عدل وانصاف میں ایسی ترقی کرنی چاہیے کہ نا صرف اپنے بلکہ غیر بھی اس کا اعتراف کریں۔
* نوجوانوں کو اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنی ہوگی۔
* ہمیشہ خیال رہے کہ ہمارے نوجوانوں میں عمومی طور پر دیانت پیدا ہونی چاہیے، قومی دیانت پیدا ہونی چاہیے۔
* جب مذاق میں بھی آپ ایک دوسرے کے ساتھ غلط بیانی کرتے ہیں تو وہ جھوٹ ہی ہے۔
* وہ ہرگز پاک نہیں ہوسکتا جو جھوٹ کو ترک نہیں کرتا، جو جھوٹ کو نہیں چھوڑتا اور جو پاک نہیں وہ خدا تعالیٰ کا قرب نہیں پاسکتا۔
* میں کئی دفعہ توجہ دلا چکا ہوں کہ نمازوں کی ادائیگی کی طرف توجہ دیں۔
* نمازوں کے بعد درس سننے کی بھی عادت ڈالیں۔
* ہر طفل کو یادرکھنا چاہیے کہ اس نے پاک زبان کا استعمال کرنا ہے۔
* ایسا آدمی اللہ تعالیٰ کو کس طرح پاسکتا ہے جو جھوٹ کو اپنا معبود سمجھتا ہے، جو جھوٹ کو خدا سمجھتا ہے۔
* اگر ہم سو فیصد ہر معاملہ میں سچ بولنے کی عادت ڈالیں تو تمام بنیادی اخلاق ہمارے اندر خود بخود پیدا ہو جائیں گے
* پس احمدی نوجوانو اور بچو! اٹھو اپنی عبادتوں کے معیار بھی بلند کرو اور اپنے اخلاق کے معیار بھی بلند کرو۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

آج جیسا کہ آپ سب کو علم ہے خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ U.K کا اجتماع ابھی اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ رپورٹ میں صدر صاحب نے بتایا، بڑے کامیاب پروگرام ہوتے رہے بہت اچھے events ہوتے رہے۔ اور آپ لوگوں نے علمی مقابلہ جات میں بھی حصہ لیا، تربیتی تقاریر بھی سنیں، کھیلوں میں بھی حصہ لیا۔ جہاں علم میں اور روحانیت میں اضافہ کیا اپنی جسمانی صحت کا بھی خیال رکھا۔ تو مجلس خدام الاحمدیہ کو جب حضرت مصلح موعود نے قائم کیا تو اس وقت آپ کی دوررس نگاہ نے

یہ خیال کیا، جیسا کہ کئی جگہ آپ بیان فرما چکے ہیں کہ جماعت کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ نوجوانوں کو بھی جماعتی کاموں میں Involve کیا جائے۔ خواتین کو بھی Involve کیا جائے، بوڑھوں کو بھی، بچوں کو بھی، تو تبھی جماعت کی ترقی کا قدم تیزی سے اُٹھ سکتا ہے۔ اور جہاں تربیتی لحاظ سے جماعت ترقی کرے گی اخلاقی لحاظ سے جماعت ترقی کرے گی، تقویٰ اور عبادت میں بھی جماعت ترقی کرے گی۔

آج کل دنیا میں بے انتہا تنظیمیں ہیں جو لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے یا بعض ایسی تنظیمیں ہیں جو اپنے پیشوں کے لحاظ سے اپنے ان پیشوں کے ماہرین کے مفاد کی خاطر پروگرام بناتی ہیں۔ کچھ تعلیمی معیار بلند کرنے کے لئے تنظیمیں بنی ہوئی ہیں۔ کچھ کاروباری حضرات کی اپنے کاروباروں کو بہتر بنانے کے لئے اور اپنی تجارت کو ترقی دینے کے لئے قائم ہیں۔ کچھ ملازمین کے حقوق قائم کرنے کے لئے قائم ہوئی ہوئی ہیں تنظیمیں۔ اور کچھ ان لوگوں کو حقوق دلوانے کے لئے قائم ہوئی ہوئی ہیں۔ لیکن ہر تنظیم جو ہے کسی کا بھی یہ مقصد نہیں ہے کہ آخری جوان کی منزل ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والی ہو۔ تقویٰ پر قائم کرنے والی ہو۔ ان سب کے ذاتی مفاد ہوتے ہیں اس میں اور اس کی خاطر وہ کام کر رہے ہوتے ہیں۔ اور اگر کوئی نیک نیتی سے کر بھی رہا ہوتا ہے تو کچھ عرصہ کے بعد اس میں ان کی ذاتی اغراض دلچسپیاں شامل ہوجاتی ہیں یا اپنے ذاتی مفاد کی طرف موڑ کوئی نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کا مقصد شامل ہوجاتی ہیں، ذاتی ان تنظیموں کے کچھ لوگ ان کو لیتے ہیں۔ کیونکہ روحانیت ذات کو حاصل کرنے کا اس کی نہیں تو پھر یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ دنیا داری آڑے آجاتی ہے۔ جنہوں نے بظاہر خدمت انسانیت کے پردے ڈالے ہوتے ہیں اپنی تنظیموں میں جیسا کہ میں نے کہا، اصل میں ان کا مقصد خدمت انسانیت اپنے نام و نمود کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اندر جھانک کر دیکھیں اگر ان کے تو دنیا داری نظر آجاتی ہے۔ لیکن خدام الاحمدیہ کا مقصد یا جماعت احمدیہ کا مقصد یا جماعت کی کسی بھی ذیلی تنظیم کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا ہے، اپنے اندر تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ یہ اجتماعات جہاں علمی اور روحانی ترقی کے لئے ہوتے ہیں، جسمانی پروگرام بھی ہوتے ہیں لیکن جسمانی کھیلیں جسم کی صحت بنانے کے لئے اس لئے ہیں تا کہ دین کی خاطر زیادہ خدمت کر سکیں۔

> **خدام الاحمدیہ کا مقصد یا جماعت احمدیہ کا مقصد یا جماعت کی کسی بھی ذیلی تنظیم کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا ہے، اپنے اندر تقویٰ پیدا کرنا ہے۔**

حضرت مصلح موعود جنہوں نے ان ذیلی تنظیموں کا قیام فرمایا تھا جیسا کہ میں نے کہا۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ ہماری جماعت کو نیکی، تقویٰ، عبادت گذاری، دیانت، راستی یعنی سچ اور عدل و انصاف میں ایسی ترقی کرنی چاہیے کہ نا صرف اپنے بلکہ غیر بھی اس کا اعتراف کریں۔ فرمایا کہ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے میں نے خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کی تحریکات جاری کی ہیں اور ان سب کا مقصد یا کام یہ ہے کہ نا صرف اپنی ذات میں نیکی قائم کریں بلکہ دوسروں میں بھی نیکی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اور جب تک حتمی طور پر جبر و ظلم تعدی یعنی حد سے بڑھا ہوا ظلم، بددیانتی، جھوٹ وغیرہ کو نہ مٹا دیا جائے اور جب تک ہر امیر، غریب اور چھوٹا اور بڑا اس ذمہ داری کو محسوس نہ کرے کہ اس کا کام یہی نہیں کہ خود عدل و انصاف قائم کرے بلکہ یہ بھی ہے کہ دوسروں سے بھی

کروائے خواہ وہ افسر ہی کیوں نہ ہو۔ ہماری جماعت اپنوں اور دوسروں کے سامنے کوئی اچھا نمونہ نہیں قائم کر سکتی اگر آپ یہ باتیں نہیں کر رہے تو۔ تو یہ باتیں ہیں جو حضرت مصلح موعود کے ذہن میں تھیں کہ اگر جماعت نے ترقی کرنی ہے، اگر اس مقصد کو پورا کرنا ہے جس کے حاصل کرنے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے تو ہمیں اپنے نوجوانوں میں تبدیلی پیدا کرنی ہوگی۔ نوجوانوں کو اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنی ہوگی۔ اپنے بچوں میں تبدیلی پیدا کرنی ہوگی اور بچوں کو اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنی ہوگی۔ اپنے بوڑھوں میں تبدیلی پیدا کرنی ہوگی اور عورتوں میں تبدیلی پیدا کرنی ہوگی۔ تبھی ہم اس دعویٰ میں سچے ہو سکتے ہیں کہ ہم دنیا سے ظلم بھی ختم کریں گے اور جبر بھی ختم کریں گے۔ تبھی ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق رشتے داروں سے حسن سلوک بھی کریں گے جب اس نہج پر سوچیں گے۔ ماں باپ کے حقوق بھی ادا کریں گے اور بیوی بچوں کے حقوق بھی ادا کریں گے، ماتحت کا حق بھی ادا کریں گے اور افسر کا حق بھی ادا کریں گے۔

> ....ہمیں اپنے نوجوانوں میں تبدیلی پیدا کرنی ہوگی۔ نوجوانوں کو اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنی ہوگی۔ اپنے بچوں میں تبدیلی پیدا کرنی ہوگی اور بچوں کو اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنی ہوگی۔ اپنے بوڑھوں میں تبدیلی پیدا کرنی ہوگی اور عورتوں میں تبدیلی پیدا کرنی ہوگی۔ تبھی ہم اس دعویٰ میں سچے ہو سکتے ہیں کہ ہم دنیا سے ظلم بھی ختم کریں گے اور جبر بھی ختم کریں گے۔

بعض ماتحت بھی ایسے ہوتے ہیں جو اپنے افسروں پر ظلم کر جاتے ہیں اور ان پر ظلم یہ ہے کہ اگر اس نے کسی جائز بات پر بھی روکا ٹوکا ہے، کوئی قاعدہ قانون کی بات کی ہے اور اس کی وجہ سے پکڑ کی ہے تو اس کے خلاف عملہ میں مختلف قسم کی باتیں کر کے، اکٹھا کر کے، ایک محاذ بنا لیتے ہیں اس افسر کے خلاف یا پھر موقع پا کر اس سے بالا افسر، اس سے اوپر کے افسر کو جھوٹی سچی شکایتیں کر دیتے ہیں۔ یہ جماعتی نظام میں بھی ہو سکتا ہے اور دنیا داری کے نظام میں بھی ہوتا ہے۔ اس طرح ماتحتوں پر بھی بعض دفعہ ظلم ہوتا ہے اور تعدی کی صورت اختیار کر جاتا ہے انتہائی ظلم کی صورت اختیار کر جاتا ہے، حد سے بڑھنے کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ کینے پیدا ہوتے ہیں اور اپنے ماتحتوں کے خلاف بھی، اپنے ساتھیوں کے خلاف بھی اسی طرح باتیں ہو رہی ہوتی ہیں، دلوں میں کینے رکھے جا رہے ہوتے ہیں جو پھر ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتے۔ غرض اگر آپ دیکھیں تو دنیا میں اسی طرح فساد کی صورت نظر آ رہی ہے ہر جگہ اور احمدی بھی کیونکہ اس معاشرے میں رہ رہا ہے۔ وہ بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کچھ نہ کچھ اثر احمدیوں پر بھی ہوتا ہے۔ پھر بدگمانی میں اتنا بڑھ جاتے ہیں کہ اگر کوئی نیک نیتی سے مشورہ بھی دے کسی قسم کا تو اس پر بھی بدظنی شروع ہو جاتی ہے۔ غرض بے شمار برائیاں ہیں جو اس حد سے بڑھے ہوئے ظلم کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ عیب لگانا، لوگوں کا مذاق اڑانا، ہنسی ٹھٹھا اڑانا، ان کو حقیر سمجھنا، اپنے خاندان کی بڑائی اور امارت پر فخر کرنا، حسد کرنا۔ یہ بھی سب چیزیں جو ہیں یہ بھی بددیانتی ہے اور اس میں بعض دفعہ بہت بڑھ جاتے ہیں بددیانتی میں۔ اس لئے پھر یہ ہے کہ کسی کی بات کو توڑ مروڑ کر صحیح صورت میں نہ لوگوں تک پہنچانا یا

پہنچانا تو توڑ مروڑ کر پہنچانا یا صحیح صورت میں نہ پہنچانا۔ تو یہ ساری چیزیں بددیانتی کے زمرے میں آتی ہیں۔ اس لئے ہمیشہ خیال رہے کہ ہمارے نوجوانوں میں عمومی طور پر دیانت پیدا ہونی چاہیے، قومی دیانت پیدا ہونی چاہیے۔ یہ ایک بہت بڑی بنیادی چیز ہے، بہت بڑا اصل ہے۔ جس سے ہم جلد از جلد ترقی کی منازل طے کرتے چلے جائیں گے اور ترقی تک پہنچیں گے۔

ہمارا ہر نوجوان جو ملازمت کر رہا ہے یا کاروبار کر رہا ہے اس کو دیانت کے اعلیٰ معیار قائم کرنے چاہئیں۔ اپنے فرائض دیانت داری سے ادا کرنے والا ہونا چاہیے۔ کوئی افسر، کوئی ماتحت، کوئی کاروباری شریک یہ کہہ کر آپ پر انگلی نہ اٹھائے کہ یہ نوجوان، یہ احمدی نوجوان بددیانتی میں ملوث ہے۔ اخلاقی لحاظ سے بھی تمہارا شہرہ ایسا ہو کہ تمہیں لوگ اس طرح جانتے ہوں کہ ہر کوئی یہ کہے کہ ایسے اخلاق کا مالک کسی بھی لحاظ سے بددیانت نہیں ہوسکتا۔ اخلاقی لحاظ سے بھی ایسے اچھے ہونے چاہئیں ہم۔ کیونکہ اسی دیانت کی شہرت کی وجہ سے ہی آپ کے کاروبار بھی چمکیں گے اور ملازمتوں میں بھی آپ کو بہتر مواقع میسر آئیں گے۔

پھر جھوٹ ہے یہ اتنا عام ہو گیا ہے کہ باتیں کرتے ہوئے بعض لوگوں کو پتہ نہیں چلتا کہ جھوٹ کیا ہے اور سچ کیا ہے۔ اور اس جھوٹ کی بیماری اتنی عام ہو گئی ہے کہ نوجوانوں اور بچوں کو اب ایک خاص مہم کے تحت اس سے بچانا ضروری ہو گیا ہے۔ جب مذاق میں بھی آپ ایک دوسرے کے ساتھ غلط بیانی کرتے ہیں تو وہ جھوٹ ہی ہے۔ کئی دفعہ میں کہہ چکا ہوں اس بارہ میں۔ لیکن سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم نے مذاق کیا ہے۔ مذاق میں بعض دفعہ بعض دوسرے لوگوں کو غلط قسم کے فون کر دیتے ہیں، بعض ای میل بھیج دیتے ہیں اور بعض دفعہ ایسی حرکتوں سے لوگوں کو پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے بلکہ جانی نقصان بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن بعض ایسے عادی ہو جاتے ہیں ان چیزوں میں اور اتنا اس کو انجوائے کر رہے ہوتے ہیں کہ ان کو سمجھ ہی نہیں آتی کہ وہ کیسے خطرناک کام کر رہے ہیں، کیسے کیسے خطرناک کھیل کھیل رہے ہیں۔ پھر بعض لوگ اپنی جان بچانے کے لئے یا یہ کہنا چاہیے اس کا مطلب، محاورۃً میں نے کہا ہے۔ ...ٹی سی ناراضگی سے بچنے کے لئے جھوٹ بول جاتے ہیں، غلط بیانی کر جاتے ہیں۔ آج کل جو بعض نوجوانوں میں جب میاں بیوی کے جھگڑے ہوں اس وقت یہ عام بیماری ہے، غلط بیانی سے کام کرنا۔ حالانکہ اگر ہر وقت یہ ذہن میں رکھیں کہ جھوٹ بولنا غلط بات ہے اور گناہ ہے۔ اور غلط بات کہنا کتنا بڑا جرم ہے اور کسی کے دل میں نیکی ہے تو وہ یہ سوچ کر ہی کانپ جاتا ہے کہ اُس نے جو غلط بات کہی یا جھوٹی بات کہی ہے خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ کتنا بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو بتوں کی پلیدی کو شرک اور جھوٹ کو اکٹھا رکھا ہے۔ تو ہر احمدی کو، چھوٹے بڑے کو اس سے بچنا چاہیے۔ اور خاص طور پر نوجوانوں کو بچوں کو بھی اس طرف خاص توجہ دے کر ایک مہم چلانی چاہیے کہ اپنے اندر سے ہلکا سا، جو جھوٹ کا شائبہ کہتے ہیں، وہ بھی نہ رکھیں باقی۔ اس کو بھی نکال کر باہر پھینک دیں اپنے اندر سے۔ ایک احمدی خادم کو، ایک احمدی طفل کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس کی یہ نشانی ہو کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا، وہ کوئی غلط بات نہیں کہتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو منافق کی یہ نشانی بتائی ہے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ اور یہ کبھی سوچا بھی نہیں جاسکتا کہ کوئی احمدی بچہ، نوجوان، مرد، عورت منافق بھی ہوسکتا ہے۔ اس لئے کوشش سے اس بیماری کے اثر کو دور کریں۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار باتیں ایسی ہیں جس میں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے اور جس میں اس میں سے ایک بات بھی پائی جائے تو اس میں نفاق کی ایک خصلت پائی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس کو چھوڑ دے۔

پہلی بات یہ کہ جب وہ گفتگو کرتا ہے تو کذب بیانی سے کام لیتا ہے۔ یعنی جھوٹی بات کرتا ہے۔

دوسری بات یہ کہ جب معاہدہ کرتا ہے تو غداری کا مرتکب ہوتا ہے۔ معاہدے ہوتے ہیں ان کو پورا نہیں کرتے تو یہ غداری ہے۔ اس سے بھی نفاق پیدا ہوتا ہے۔

تیسری بات یہ کہ جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔ اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر وعدے ہو رہے ہوتے ہیں ان کو پورا نہیں کرتے۔ لین دین کے معاملات میں وعدے ہو رہے ہوتے ہیں ان کو پورا نہیں کرتے۔

چوتھی بات یہ کہ جب جھگڑتا ہے تو گالی گلوچ سے کام لیتا ہے۔ تو یہ باتیں جو بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سب سے اوپر جھوٹ بولنا ہے اور بھی جو باقی باتیں ہیں وہ بھی ایک طرح سے جھوٹ سے تعلق رکھنے والی باتیں ہیں۔ تو بہت سے احمدی ہیں، خدام میں ہیں کاروبار کرتے ہیں خدام میں سے بہت سے لوگ۔ تو یاد رکھیں کہ کاروباروں میں برکت اللہ تعالیٰ نے دینی ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے برکت دینی ہے تو پھر آپ کی کسی ہوشیاری یا چالاکی سے آپ کے کاروبار میں ترقی نہیں ہونی۔ اس کا کوئی دخل نہیں ہونا اس میں۔ اس لئے ہر وقت محنت سے اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے رہیں۔ محنت کریں اور دعا سے اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے رہیں۔ سچائی پر رہتے ہوئے کاروبار کریں، معاہدوں کی پابندی کریں تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق برکت عطا فرمائے گا۔ پھر وعدہ ہے دوسری چیز وعدہ ہے۔ وعدوں کو پورا نہ کرنا بھی جھوٹ ہے۔ کوئی بھی وعدہ کریں، کسی سے بھی کریں اس کو پورا کرنا چاہیے۔ اب مثلاً اطفال ہیں، چھوٹی عمر کے خدام ہیں۔ سکولوں کالجوں میں پڑھتے ہیں۔ اکثر وعدہ کرنے کے معاملات سے ان کا بھی واسطہ رہتا ہے تعلق رہتا ہے۔ وعدہ کرتے رہتے ہیں ایک دوسرے سے۔ کسی دوست سے۔ بہن بھائی سے، تو جب بھی کوئی وعدہ کریں تو اس کو پورا کریں اور اگر یہ پتہ ہو کہ پورا نہیں کر سکتے تو پھر اس طرح وعدہ کریں، شرط لگا کے وعدہ کریں کہ اگر میں یہ وعدہ کرتا ہوں اس بات پہ کہ اگر اس طرح ہو گیا یا یہ کام میں نے کر دیا یا میرا فلاں کام ہو گیا یا میری فلاں جگہ سے فلاں چیز مل گئی تو پھر میں تمہارے اس وعدے کو پورا کروں گا۔ ورنہ پھر یہ وعدہ خلافی ہو گی اور وعدہ خلافی سے پھر جھوٹ کی عادت پڑے گی۔ اور یہ بہت بری عادت ہے۔ اس طرح وہ لوگ جن کے بچے ہیں۔ اگر بچوں سے وعدہ کرتے ہیں، بہت سارے نوجوان ہیں، شادی شدہ ہیں، ان کی اولادیں ہیں، اگر بچوں سے وعدہ کرتے ہیں تو ان کو پورا کریں۔ اگر وہ بچوں سے وعدہ پورا کرتے رہیں گے تو بچوں میں کبھی وعدہ پورا نہ کرنے کی عادت نہیں پڑے گی۔ ہمیشہ جب بھی بچوں کو پتہ ہو گا کہ یہ ایک نیکی ہے، جب بھی کوئی وعدہ کریں گے اس کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے اور یہ بچے ہی یاد رکھیں کہ ہماری آئندہ کی نسل ہیں۔ انہوں نے ہی آئندہ ہماری جماعت کی تنظیم کی باگ ڈور سنبھالنی ہے اور انہوں نے ہی جماعت کے نظام کو چلانا ہے۔ تو ان کو بچپن سے ہی اگر وعدہ پورا کرنے کی عادت نہ ڈالی گئی تو یہ آہستہ آہستہ ہر کام میں غیر سنجیدہ ہو جائیں گے۔ کوئی کام بھی ان کے نزدیک اہمیت نہیں رہے گی۔ اتنا زیادہ وعدہ پورا کرنے اور سچ بولنے کی عادت ڈالیں بچوں میں کہ بچپن سے ہی ایک احمدی بچے کا ایک خاص وصف ہو جائے۔ نظر آتا ہو کہ یہ احمدی بچہ ہے۔

پھر منافق کی یہ نشانی بتائی اس حدیث میں کہ جب جھگڑتے ہیں تو گالی گلوچ سے کام لیتے ہیں۔ یاد رکھیں اگر کبھی کسی سے اختلاف ہو بھی جائے تو چاہے وہ اپنا ہو یا غیر ہو زبان پر ہرگز گالی نہیں آنی چاہیے۔ ایک احمدی کی زبان ہمیشہ پاک اور صاف ہونی

چاہیے کیونکہ گالی آنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں آپ کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ اپنی بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے جس کی وجہ سے غصہ میں آکر گالی گلوچ شروع کر دی۔ اس لئے یہ گھٹیا طریق ہے جو کبھی بھی کسی احمدی کو اختیار نہیں کرنا چاہیے اور نوجوانوں کو، بچوں کو خاص طور پر جو نوجوانی کی عمر میں داخل ہو رہے ہیں اس طرف خاص توجہ دینی چاہیے۔ اور ہر احمدی خادم کو، ہر طفل کو یاد رکھنا چاہیے کہ اس نے پاک زبان کا استعمال کرنا ہے۔ کبھی کسی سے کسی اختلاف کی صورت میں، کسی اونچ نیچ کی صورت میں کبھی غلط بات منہ پر نہیں لانی۔ کسی قسم کی گالی اور غلیظ بات اس کے منہ سے نہیں نکلنی چاہیے۔ اور جب اس طرح ہو جائیں گے تو یہی آپ کے سچے ہونے کی نشانی ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ حقیقت میں جب تک انسان جھوٹ کو ترک نہیں کرتا وہ مطہر نہیں ہو سکتا یعنی پاک نہیں ہو سکتا۔ نابکار دنیا دار کہہ سکتے ہیں کہ جھوٹ کے بغیر گزارہ نہیں۔ یہ دنیا داروں کا کام ہے کہ وہ کہیں کہ جھوٹ کے بغیر گزارہ نہیں۔ یہ ایک بے ہودہ گوئی ہے۔ اگر سچ سے گزارہ نہیں ہو سکتا تو پھر جھوٹ سے ہرگز گزارہ نہیں ہو سکتا۔ افسوس کہ یہ بدبخت لوگ خدا تعالیٰ کی قدر نہیں کرتے۔ وہ نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کے بدوں گزارہ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے بغیر گذارہ نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنا معبود اور مشکل کشا جھوٹ کی نجاست کو ہی سمجھتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں جھوٹ کو بتوں کی نجاست کے ساتھ وابستہ کر کے بیان فرمایا ہے۔ یقیناً سمجھو کہ ہم ایک قدم کیا ایک سانس بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر نہیں لے سکتے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۶۷)

> اگر ہم سو فیصد ہر معاملہ میں سچ بولنے کی عادت ڈالیں تو تمام بنیادی اخلاق ہمارے اندر خود بخود پیدا ہوجائیں گے اور ہوتے چلے جائیں گے۔

پس جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ جھوٹ کے خلاف آپ لوگ ایک مہم چلائیں، عمومی طور پر تمام جماعت لیکن خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ خاص طور پر اس طرف توجہ دیں۔ اور اپنی آئندہ نسلوں کی حفاظت کے لئے اس برائی کو جڑ سے اکھیڑ دیں۔ اور ہر خادم و طفل سو فیصد سچ بولنے والا ہو جائے۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ وہ ہرگز پاک نہیں ہو سکتا جو جھوٹ کو ترک نہیں کرتا۔ جو جھوٹ کو نہیں چھوڑتا اور جو پاک نہیں وہ خدا تعالیٰ کا قرب نہیں پا سکتا۔ اگر خدا تعالیٰ کا قرب نہ پایا تو پھر احمدی ہونے کا یا احمدی کہلانے کا مقصد ہی فوت ہو گیا۔ کوئی فائدہ ہی کوئی نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ ایسا آدمی اللہ تعالیٰ کو کس طرح پا سکتا ہے جو جھوٹ کو اپنا معبود سمجھتا ہے، جو جھوٹ کو خدا سمجھتا ہے۔ وہ تو پھر اللہ تعالیٰ کی بجائے جھوٹ کی عبادت کر رہا ہے۔ اگر ہم سو فیصد ہر معاملہ میں سچ بولنے کی عادت ڈالیں تو تمام بنیادی اخلاق ہمارے اندر خود بخود پیدا ہو جائیں گے اور ہوتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ پھر آپ نے ایک عہد کیا ہے، خدام الاحمدیہ نے ایک عہد کیا ہے۔ ہر اجلاس میں، ہر اجتماع میں اس کو دہراتے ہیں کہ خلیفۂ وقت جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے اس کی پابندی کرنا ضروری سمجھوں گا۔ یہ معروف فیصلہ کیا ہے؟ یہ معروف فیصلہ ہے کہ جو اللہ اور رسول کا حکم اور اس کی تعلیم ہے اس کو دنیا میں پھیلانا، اپنی تربیت کرنا، اپنی روحانیت میں اضافہ کرنا۔ اور اس طرف میں کئی دفعہ توجہ دلا چکا ہوں کہ نمازوں کی ادائیگی کی طرف توجہ دیں۔

گزشتہ سال آپ کا یہی ایک تھیم بھی تھا شاید خدام الاحمدیہ کا۔ اور اس میں کوشش بھی کی انہوں نے، لیکن (بیوت) میں،

نماز سنٹروں میں جو نمازیوں کی حاضری ہونی چاہیے وہ نہیں ہوتی۔ نوجوانوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔ اور خاص طور پر فجر کی نماز میں۔ اگر رات دیر تک پڑھائی بھی کی ہے، مصروف رہے ہیں، کالج یونیورسٹی میں کام کرتے رہے ہیں تب بھی آج کل ہر ایک کے پاس الارم کی گھڑیاں ہیں الارم لگا کر سونا چاہیے تاکہ نماز کے وقت اُٹھ سکیں۔ اپنے گھروں میں بڑوں کو کہیں کہ نمازوں کے لئے جگا دیں لیکن بعض بچے پھر بھی نہیں اٹھتے۔ پھر ان کو کہنا چاہیے کہ پانی کے چھینٹے ماریں پھر اٹھا دیں۔ پھر جو بڑی عمر کے خدام ہیں۔ اب چالیس سال تک کی عمر کے خدام ہوتے ہیں۔ ان کو تو خود کوشش کر کے اٹھنا چاہیے۔ اپنے بچوں کو اٹھانا چاہیے کیونکہ ان کے تو بچے بھی ہوتے ہیں آگے اس عمر کے کہ ان پر نمازیں فرض ہو جاتی ہیں اکثر کے۔ پھر فجر کے علاوہ باقی نمازوں کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے۔ خدام الاحمدیہ نے پہلے بھی ان سنٹرز کے ساتھ کھیلوں کا انتظام کیا تھا۔ کچھ جگہوں پر کیا ہوا ہے اور جہاں ہوتی ہیں اور میرا خیال ہے جن مجالس نے انعامات لئے ہیں وہ وہی مجالس ہیں جہاں نمازوں کی حاضری بھی بہتر ہے اور وہاں خدام اکٹھے ہوتے ہیں کھیلوں کے لئے بھی، اجلاسوں کے لئے بھی اور نمازوں کے لئے بھی۔ تو اگر اس طرح ہو جائے ہر جگہ، امید ہے کچھ جگہ ہو گا بھی، لیکن کچھ تھوڑی سی کوشش کی بھی ضرورت ہے تو مغرب اور عشاء کی نمازوں کی حاضری کافی بڑھ سکتی ہے۔ تو یہ تو صرف ایک ذریعہ ہے کھیلوں کا میں نے بتایا قریب لانے کا نمازوں کے لئے، (بیوت) کی طرف لانے کے لئے، ورنہ ایک مومن کی تو شان یہ ہے کہ اس کو فکر کے ساتھ نمازوں کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ پس اپنے اندر بھی، اپنے بچوں کے اندر بھی یہ روح قائم کریں۔

> پس غور کریں اور سوچیں کہ وعدہ پورا نہ کر کے جیسا کہ حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کتنا ڈرایا ہے کتنا انذار فرمایا ہے۔ کہ ایسے شخص میں منافقت کی رگ ہے جو وعدہ پورا نہیں کرتا۔ اور یہ بات نہ کوئی احمدی پسند کرے گا اور نہ کسی احمدی کے بارے میں یہ بات پسند کی جاسکتی ہے۔

پھر نمازوں کے بعد درس سننے کی بھی عادت ڈالیں پانچ چھ منٹ کے درس ہوتے ہیں۔ خود آپ بہت سی باتیں پڑھ نہیں سکتے۔ کچھ اُردو پڑھ نہیں سکتے، اور کچھ کے پاس کتابیں نہیں ہوتیں۔ یہ درس اسی لئے شروع کروائے گئے ہیں کہ قرآن، حدیث اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا کلام آپ تک پہنچے۔ آپ کے علم میں آئے۔ اگر یہ علم سیکھیں گے تو دنیاوی علم بھی آپ کے لئے کچھ فائدہ مند ہو گا اس کو بھی آپ اس کے ساتھ لگا کر اپنے روزمرہ کے معاملات میں بھی اپلائی کر سکتے ہیں۔ اور جو پڑھنے لکھنے والے زیادہ نوجوان ہیں۔ ان کا یہ دینی علم اور قرآن کا علم سیکھنا بہت فائدہ مند ہوتا ہے۔

پس خدام الاحمدیہ کو اپنے تربیت کے شعبہ کے تحت یہ بھی رپورٹ میں لکھنا چاہیے کہ باجماعت نمازوں کے ساتھ درسوں میں حاضری کی کیا صورت ہے۔ اور پھر ہر مہینہ اس میں کیا بہتری پیدا ہو رہی ہے۔ اگر یہ نہیں کرتے تو پھر آپ کے یہ عہد یہ دعوے اور یہ وعدے کس کام کے ہیں کہ خلیفہ وقت جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے اس کی پابندی کرنا ضروری سمجھوں گا اور یہ حکم اللہ تعالیٰ کا ہے۔ خلیفہ وقت تو اس حکم کو آگے پہنچانے کے لئے آواز استعمال کر رہا ہے اپنی۔ اور یہ بیعت کرتے وقت بھی آپ نے حضرت اقدس مسیح

موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ وعدہ کیا ہوا ہے۔

پس غور کریں اور سوچیں کہ وعدہ پورا نہ کر کے جیسا کہ حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کتنا ڈرایا ہے، کتنا انذار فرمایا ہے کہ ایسے شخص میں منافقت کی رگ ہے جو وعدہ پورا نہیں کرتا۔ اور یہ بات نہ کوئی احمدی پسند کرے گا اور نہ کسی احمدی کے بارے میں یہ بات پسند کی جاسکتی ہے۔

پس اس بارے میں بھی خاص کوشش کر کے اس طرف توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح معنوں میں خدام احمدیت بنائے۔ صرف نعرے اور ترانے اور وعدے ہی نہ ہوں صرف، بلکہ حقیقت میں آپ میں وہ کچھ نظر آئے جو ایک احمدی خادم میں نظر آنا چاہیے اور اگر آئندہ کیونکہ بچوں نے بھی سنبھالنا ہے، چھوٹی عمر کے خدام ہیں انہوں نے سنبھالنا ہے، جوں جوں جماعت نے انشاء اللہ پھیلنا ہے، یہ تبدیلیاں نہ کیں تو پھر جماعت تو ترقی کرے گی انشاء اللہ تعالیٰ لیکن آپ کے اپنے حلقوں میں آپ کو محرومی کا احساس ہونے لگ جائے گا۔ کیونکہ آئندہ خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریاں بھی بڑھنی ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا۔ جماعت کے پھیلنے کے ساتھ ساتھ۔

پس اپنی اس ذمہ داری کو سمجھیں۔ اپنے مقام کو سمجھیں اور اگر آپ نے اپنے مقام کو سمجھ لیا، اپنی ذمہ داریوں کو سمجھ لیا تو پھر دشمن ہزار حربے استعمال کرے احمدیت کو ختم کرنے کے، وہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ دشمن جتنا مرضی زور لگالے وہ جماعت کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ پس احمدی نوجوانو اور بچو! اٹھو اپنی عبادتوں کے معیار بھی بلند کرو اور اپنے اخلاق کے معیار بھی بلند کرو۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ ■

قرارداد تعزیت بروفات مکرم برکت اللہ منگلا صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا

(سابق ڈائریکٹر وقف جدید انجمن احمدیہ پاکستان)

مکرم برکت اللہ منگلا صاحب کو نامعلوم افراد نے مورخہ 21 اگست 2004ء رات کے وقت ان کی رہائش گاہ واقع 7 اولڈ سول لائنز سرگودھا میں (اللہ کی راہ میں قربان) کردیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

مرحوم ایک مخلص احمدی خاندان کے فرد تھے۔ انتہائی شریف النفس اور بے ضرر انسان تھے۔ محنتی اور منجھے ہوئے وکیل تھے۔ آپ کے بڑے بھائی مولانا عزیز الرحمٰن صاحب منگلا مربی سلسلہ تھے۔ اور انہوں نے اس خاندان میں سب سے پہلے احمدیت قبول کی تھی۔ مرحوم کے ایک اور بھائی محترم عنایت اللہ منگلا صاحب امریکہ کی ایک یونیورسٹی میں پروفیسر تھے۔

محترم برکت اللہ منگلا صاحب مختلف جماعتی عہدوں پر خدمات بجالاتے رہے۔ 1972ء اور 1973ء دو سال مجلس وقف جدید انجمن احمدیہ کے ممبر رہے۔ وفات کے وقت اپنے حلقہ کے صدر تھے اور قاضی جماعت احمدیہ سرگودھا بھی تھے۔ ان کے بیٹے مکرم فخر اللہ صاحب منگلا سرگودھا میں قائد مجلس کے طور پر خدمات بجالا رہے ہیں۔

انجمن احمدیہ وقف جدید، مرحوم کی اہلیہ صاحبہ، ان کے بچوں اور جماعت احمدیہ سرگودھا سے اس المناک واقعہ پر دلی تعزیت کا اظہار کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کا حامی و ناصر رہے۔ آمین

درسِ حدیث

نزول وحی

(مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب)

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ يَاتِيْكَ الْوَحْيُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحْيَانًا يَأْتِيْنِي مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيُفْصَمُ عَنِّي، وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ، وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِيَ مَا يَقُوْلُ))-قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ فَيُفْصِمُ عَنْهُ وَاِنَّ جَبِيْنَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقاً- (صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ)

يَتَفَصَّدُ عَرَقاً...... ایک انسان اپنی انفرادی حیثیت میں ساری زندگی کی تقریباً تمام شاخوں میں انسانیت کے مجموعی تجربات سے فائدہ اٹھاتا ہے۔کھانے میں، پہننے میں، علاج میں، تعلیم میں، ذرائع مواصلات میں، زراعت میں، تمدن میں، سائنس میں۔الغرض انسانی زندگی کی کوئی ایک بھی شاخ نہیں کہ انسان اپنی محدود زندگی کے محدود تجربات تک محدود رہے۔وہ لازماً ان تمام تجربات سے جو انسانیت کرتی ہے اور ہر وقت کرتی رہتی ہے انسان ان سے پورا پورا فائدہ اٹھاتا ہے۔لیکن فیصلہ وہ خود کرتا ہے۔اس کا اپنا فیصلہ ہوتا ہے کہ میں علاج میں یہ طریق اختیار کروں۔زراعت میں وہ طریق اختیار کروں۔کھانے پینے میں وہ طریق اختیار کروں۔

پس انسان فائدہ انسانیت کے تجربات سے اٹھاتا ہے مگر اس کا فیصلہ اسے خود کرنا پڑتا ہے۔اور اس فیصلے کے نتائج بھی اسے خود بھگتنے پڑتے ہیں اچھے ہوں تو اسے فائدہ ہے اگر برے ہوں تو اسے نقصانات بھی اٹھانے پڑتے ہیں۔لیکن مذہب کے معاملے میں۔وحی کے نزول کے معاملہ میں قرآن کہتا ہے کہ انسان اس بارہ میں تکبر کرتا ہے اور کہتا ہے وہ سب کچھ مجھ پر کیوں نازل نہیں ہوتا جو خدا کے رسولوں پر نازل ہوتا ہے۔ساری دنیا کے ہر معاملے میں ہر شاخ میں تم نے انسانیت کے تجربات سے فائدہ اٹھایا ہے اور وحی کے معاملہ میں تم یہ کہنے لگ جاتے ہو کہ خدا کی وحی مجھ پر براہ راست آئے۔یہ ایک بہت بڑا فتنہ ہے جو آج کل یورپ میں اٹھایا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے جو نظام جسمانی اور مادی قائم کیا ہے۔اس کے مطابق اور ساتھ ساتھ ایک روحانی نظام بھی جاری فرمایا ہے۔اگر انسان کھانے پینے اور علاج کے معاملہ میں دوسروں کے تجربات سے فائدہ اٹھا رہا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ روحانی زندگی میں بھی دوسروں کے تجربات سے فائدہ اٹھائے۔ان لوگوں کے تجربات سے جن پر خدا تعالیٰ نے براہِ راست وحی نازل کی ہے۔

یہ جو وحی کا مضمون ہے بہت ہی لطیف اور بہت ہی دلچسپ اور بہت ہی عمدہ اور بہت ہی گہرا مضمون ہے اور اس قابل ہے کہ اس کا زیادہ تر اور وسیع تر مطالعہ کیا جائے۔سارا قرآن اس مضمون سے بھرا پڑا ہے اور احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ وحی کس طرح آتی ہے اس کی کیا صورتیں ہوتی ہیں اس کے کیا نتائج ہوتے ہیں۔

یہ بہت وسیع مضمون ہے اس کی ایک جھلک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک سوال کے جواب میں دکھائی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حارث بن ہشام نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔یہ حارث بن

ھشام اسلام کے سب سے بڑے مخالف ابوجہل کا بھائی تھا۔ اب جہاں ابوجہل نے تکالیف پہنچائیں وہاں حارث بن ھشام نے ایک سوال پوچھ کر ہمیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کی ایک جھلک دکھائی۔ حارث بن ھشام نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ يَاتِيْكَ الْوَحْيُ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کیسے آتی ہے؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کی مختلف شکلیں بتائیں جن میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے ریکارڈ کی ہیں یا حضرت امام بخاری نے ریکارڈ کی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

بعض دفعہ اس طرح مجھ پر وحی ہوتی ہے جیسے ایک گھنٹی کی جھنکار ہوتی ہے۔ ایک عظمت اور شوکت اور قوت اس کے اندر ہوتی ہے۔ اس طرح بعض دفعہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ اور یہ مجھ پر بہت گراں ہوتی ہے۔ تکلیف کے معنوں میں گراں نہیں بلکہ بوجھل ہونے کے معنوں میں۔ اس طریق کی جھلکیاں ہمیں اور روایات میں بھی ملتی ہیں۔ مثلاً ایک صحابی روایت کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب بیٹھا ہوا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وحی لکھوا رہے تھے۔ جب وحی نازل ہونی شروع ہوئی تو میری ٹانگ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ران کے نیچے اس طرح تھی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹانگ مجھے پچ کر رہی تھی اور اس وقت عظمت اور شوکت کا اس قدر بوجھ تھا کہ مجھے شک گزرا کہ شائد یہ میری ٹانگ ٹوٹ جائے۔ یہ صورت تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عظمت اور شوکت والی بیان فرمائی ہے۔ اس میں وحی وصول کرنے والے کی عظمت اور شوکت کا بھی پتہ چلتا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَيُفْصَمُ عَنِّي پھر وہ کیفیت مجھ سے دور ہو جاتی ہے۔، وَعَيْتُ عَنْهُ پھر اس کو یاد کرنے کی مجھے ضرورت نہیں ہوتی ہے اس کی عظمت اور شوکت کا مجھ کو اس قدر احساس ہوتا ہے کہ وہ مجھے زبانی یاد ہو جاتی ہے۔ وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا ...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض دفعہ ایک فرشتہ انسانی شکل میں متمثل ہو کر میرے سامنے آتا ہے اور اس طرح مجھ سے کلام کرتا ہے کہ جیسے ایک انسان دوسرے انسان سے بات کرتا ہے تو وہ جو کہتا ہے میں اس کو یاد کر لیتا ہوں۔ پہلی صورت میں مجھے یاد کرنے کی effort کی ضرورت نہیں ہوتی اور وہ بے ساختہ مجھے یاد ہو جاتا ہے اور دوسری دفعہ مجھے یاد کرنا پڑتا ہے۔ جو اس فرشتے نے مجھے کہا ہوتا ہے۔

اب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے خود مشاہدہ کیا ہے اور اسے بیان کیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے اور اچھے خاصے ٹھنڈ کے ایام میں بھی ...... مدینے میں اچھی خاصی ٹھنڈ ہو جاتی ہے اور جب وہ کیفیت دور ہو جاتی تھی کہ اچھی خاصی ٹھنڈک کے باوجود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک سے پسینہ پھوٹ پھوٹ کر بہہ رہا تھا۔

یہ تو ہلکی ہلکی جھلکیاں ہیں ورنہ قرآن اور احادیث سے ہمیں ایسی بے شمار جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ اس زمانے میں ہمارے پیارے مہدی علیہ السلام کو اس کا عظیم الشان تجربہ ہوا اور آپ نے بھی اس کی تفاصیل اپنی کتاب براہین احمدیہ میں بیان فرمائی ہیں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

’’صورت دوم الہام کی جس کا میں باعتبار کثرت عجائبات کے کامل الہام نام رکھتا ہوں یہ ہے کہ جب خدائے تعالیٰ اپنے بندہ کو کسی امر غیبی پر بعد دعا اس بندہ کے یا خود بخود مطلع کرنا چاہتا ہے تو یکدفعہ ایک بیہوشی اور ربودگی اس پر طاری کر دیتا ہے جس سے وہ بالکل اپنی ہستی سے کھویا جاتا ہے اور ایسا اس بیخودی اور ربودگی اور بیہوشی میں ڈوبتا ہے جیسے کوئی پانی میں غوطہ مارتا ہے اور نیچے پانی کے چلا جاتا ہے۔ غرض جب بندہ اس حالت ربودگی سے کہ جو غوطہ سے بہت ہی مشابہ ہے باہر آتا ہے تو اپنے اندر میں کچھ ایسا مشاہدہ کرتا ہے جیسے ایک گونج پڑی ہوئی ہوتی ہے اور جب وہ گونج کچھ فرو ہوتی ہے تو ناگہاں اس کو اپنے اندر سے ایک موزون اور لطیف اور لذیذ کلام محسوس ہو جاتی ہے اور یہ غوطہ ربودگی کا ایک نہایت عجیب امر ہے جس کے عجائبات بیان کرنے کے لئے الفاظ کفایت نہیں کرتے۔ یہی حالت ہے جس سے ایک دریا معرفت کا انسان پر کھل جاتا ہے۔ کیونکہ جب بار بار دعا کرنے کے وقت خداوند تعالیٰ اس حالت غوطہ اور ربودگی کو اپنے بندہ پر وارد کر کے اس کی ہر یک دعا کا اس کو ایک لطیف اور لذیذ کلام میں جواب دیتا ہے۔ اور ہر یک استفسار کی حالت میں وہ حقائق اس پر کھولتا ہے جن کا کھلنا انسان کی طاقت سے باہر ہے تو یہ امر اس کے لئے موجب مزید معرفت اور باعث عرفان کامل ہو جاتا ہے۔ بندہ کا دعا کرنا اور خدا کا اپنی الوہیت کی تجلی سے ہر یک دعا کا جواب دینا یہ ایک ایسا امر ہے کہ گویا اسی عالم میں بندہ اپنے خدا کو دیکھ لیتا ہے اور دونوں عالم اس کے لئے بلاتفاوت یکساں ہو جاتے ہیں۔

جب بندہ اپنی کسی حاجت کے وقت بار بار اپنے مولیٰ کریم سے کوئی عقدہ پیش آمدہ دریافت کرتا ہے اور عرض حال کے بعد حضرت خداوند کریم سے جواب پاتا ہے۔ اسی طرح کہ جیسے ایک انسان دوسرے انسان کی بات کا جواب دیتا ہے اور جواب ایسا ہوتا ہے کہ نہایت فصیح اور لطیف الفاظ میں بلکہ کبھی کبھی ایسی زبان میں ہوتا ہے کہ جس سے وہ بندہ ناآشنا محض ہے۔ اور کبھی امور غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ کہ جو مخلوق کی طاقتوں سے باہر اور کبھی اس کے ذریعہ سے مواہب عظیمہ کی بشارت ملتی ہے اور منازل عالیہ کی خوشخبری سنائی جاتی ہے۔ اور قرب حضرت باری کی مبارکبادی دی جاتی ہے اور کبھی دنیوی برکتوں کے بارے میں پیشگوئی ہوتی ہے تو ان کلمات لطیفہ وبلیغہ کے سننے سے کہ جو مخلوق کی قوتوں سے نہایت بلند اور اعلیٰ ہوتے ہیں۔ جس قدر ذوق اور معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اس کو وہی بندہ جانتا ہے جس کو یہ نعمت عطا ہوتی ہے۔ فی الحقیقت وہ خدا کو ایسا ہی شناخت کر لیتا ہے جیسے کوئی شخص تم میں سے اپنے پکے اور پرانے دوست کو شناخت کرتا ہے۔ (روحانی خزائن جلد نمبر ۱ براہین احمدیہ صفحہ نمبر ۲۶۰ تا ۲۶۴ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱)

(مکرم طارق حیات صاحب نے اس درس کو ٹرانسکرائب کیا)

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان

ایسے تمام دوست جنہوں نے ’سیدنا طاہر‘‘ نمبر‘ کے لئے تصاویر یا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے خطوط ادارہ خالد، شعبہ اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کو بھجوائے تھے۔ ان سے گذارش ہے کہ اگر آپ کو اپنی تصاویر یا خطوط واپس نہ ملے ہوں تو براہ کرم فوری طور پر شعبہ ہذا کو اپنے مکمل ایڈریس کے ساتھ خط لکھ کر مطلع فرمائیں تا کہ ان یادگار چیزوں کی بحفاظت واپسی ہو سکے۔

(ادارہ خالد، شعبہ اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

رمضان المبارک

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں

(مکرم طارق محمود بلوچ صاحب)

رمضان کی حقیقت

رمض سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل وشرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رَمَضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینہ میں آیا، اس لئے رمضان کہلایا۔ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہوسکتی۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارتِ دینی ہوتی ہے۔ رَمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں، جس سے پتھر گرم ہوجاتے ہیں۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 136)

روزہ کی حقیقت

روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو مدنظر رکھنا چاہیے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہیے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں معروف رہے تاکہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 102)

ماہ رمضان کی روحانی تاثیر

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرۃ:186) سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہوجائے اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے۔ پس أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ (البقرہ: 186) میں یہی اشارہ ہے۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 562,561)

روزہ اور نماز

روزہ اور نماز ہر دو عبادتیں ہیں۔ روزے کا زور جسم پر ہے اور نماز کا زور رُوح پر ہے۔ نماز سے ایک سوز وگداز پیدا ہوتا ہے۔ اس واسطے وہ افضل ہے۔ روزے سے کشوف پیدا ہوتے ہیں مگر یہ کیفیت بعض دفعہ جوگیوں میں بھی پیدا ہوسکتی ہے لیکن

روحانی گداز ش جو دعاؤں سے پیدا ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شامل نہیں۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 293,292)

روزہ کی فرضیت

اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا۔ مگر اُس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینے میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا تعالیٰ اُسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اُس کے حق میں رحمت ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہیے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کرے۔ جو شخص کہ روزے سے محروم رہتا ہے مگر اُس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اُس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اُس کے لئے روزے رکھیں گے۔ بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو۔ تو خدا تعالیٰ اُسے ہرگز ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔

یہ ایک باریک امر ہے کہ اگر کسی شخص پر (اپنے نفس کے کسل کی وجہ سے) روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا شخص جو خدا تعالیٰ کی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔

ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آ گیا اور میں اس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے۔ اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جس طرح اہل دنیا کو دھوکہ دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔ بہانہ جو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش کرتے ہیں اور تکلفات شامل کر کے ان مسائل کو صحیح گردانتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ صحیح نہیں۔ تکلفات کا باب بہت وسیع ہے اگر انسان چاہے تو اس (تکلف) کی رو سے ساری عمر بیٹھ کر نماز پڑھتا رہے اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے مگر خدا اس کی نیت اور ارادے کو جانتا ہے جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خدا تعالیٰ اُسے ثواب سے زیادہ بھی دیتا ہے۔ کیونکہ دردِ دل ایک قابل قدر شے ہے۔ حیلہ جو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شے نہیں۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 563,564)

نجات فضل سے ہے

جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ رمضان میں روزہ رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے۔ خدا تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنا چاہیے۔ کیونکہ نجات فضل سے ہے نہ کہ اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی نجات حاصل کر سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت، اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا، بلکہ حکم عام ہے اور اس پر عمل کرنا چاہیے۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 321)

مزدور اور روزہ

بعض اوقات رمضان ایسے موسم میں آتا ہے کہ کاشت

کاروں سے جبکہ کام کی کثرت مثل تخم ریزی ودرودگی ہوتی ہے۔ ایسے ہی مزدوروں سے جن کا گذارہ مزدوری پر ہے روزہ نہیں رکھا جاتا ان کی نسبت کیا ارشاد ہے؟ فرمایا:۔

"اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔ یہ لوگ اپنی حالتوں کو مخفی رکھتے ہیں۔ ہر شخص تقویٰ وطہارت سے اپنی حالت سوچ لے۔ اگر کوئی اپنی جگہ مزدوری پر رکھ سکتا ہے تو ایسا کرے ورنہ مریض کے حکم میں ہے۔ جب میسر ہو رکھ لے"۔

اور وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهٗ (البقرۃ:۱۸۵) کی نسبت فرمایا کہ:"اس کے معنے یہ ہیں کہ جو طاقت نہیں رکھتے"
(ملفوظات جلد5 صفحہ 296,297)

فدیہ کی غرض

"ایک دفعہ میرے دل میں خیال آیا کہ فدیہ کس لئے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے۔ تا کہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو۔ خدا تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شے خدا تعالیٰ ہی سے طلب کرنی چاہیے۔ خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزہ کی طاقت عطا کر سکتا ہے۔ تو فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے۔ پس میرے نزدیک خوب ہے کہ (انسان) دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ۔ یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ۔ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دے گا"۔
(ملفوظات جلد2 صفحہ 563)

جاڑے کے روزے

دیکھو! جنہوں نے ان دنوں روزے رکھے ہیں، وہ کچھ دُبلے نہیں ہو گئے اور جنہوں نے استخفاف کے ساتھ اس مہینہ کو گذارہ ہے، وہ کچھ موٹے نہیں ہو گئے۔ اُن کا بھی وقت گذر گیا ہے۔ اِن کا بھی زمانہ گذر گیا۔ جاڑے کے روزے تھے۔ صرف غذا کے اوقات کی ایک تبدیلی تھی۔ سات آٹھ بجے نہ کھائی چار پانچ بجے کھالی۔ باوجود اس قدر رعایت کے پھر بھی بہتوں نے شعائر اللہ کی عظمت نہیں کی اور خدا تعالیٰ کے اس واجب التکریم مہمان ماہِ رمضان کو بڑی حقارت سے دیکھا۔ اس قدر آسانی کے مہینوں میں رمضان کا آنا ایک قسم کا معیار تھا اور مطیع وعاصی میں فرق کرنے کے لئے یہ روزے میزان کا حکم رکھتے تھے۔

خدا تعالیٰ کی طرف سے آسانی تھی......طرح طرح کے پھل اور غذائیں میسر آتی ہیں۔ کوئی آسائش وآرام کا سامان نہیں جو آج مہیا نہ ہو سکتا ہو۔ بایں ہمہ جو پرواہ نہیں کی گئی اس کی وجہ یہ ہے کہ دلوں میں خدا پر ایمان نہیں رہا۔
(ملفوظات جلد1 صفحہ 316-317)

بوقت سحر بے خبری میں کھانا پینا

خط سے سوال پیش ہوا کہ مَیں بوقتِ سحر بماہ رمضان اندر بیٹھا ہوا بے خبری سے کھاتا پیتا رہا۔ جب باہر نکل کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ سفیدی ظاہر ہوگئی ہے۔ کیا وہ روزہ میرے اوپر لازم ہے یا نہیں؟

حضرت نے فرمایا کہ:۔

"بے خبری میں کھایا پیا تو اس پر اس روزہ کے بدلے میں دوسرا روزہ لازم نہیں آتا۔ (ملفوظات جلد5 صفحہ 147)

روزہ دار کا آئینہ دیکھنا

ایک شخص کا سوال حضرت صاحب کی خدمت میں پیش ہوا کہ روزہ دار کو آئینہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں۔

فرمایا: جائز ہے۔ (ملفوظات جلد5 صفحہ 135)

حالت روزہ میں تیل لگانا

اسی شخص کا ایک اور سوال پیش ہوا کہ حالت روزہ میں سر کو یا

داڑھی کو تیل لگانا جائز ہے یا نہیں؟

فرمایا: جائز ہے۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 135)

آنکھ میں دوائی ڈالنا

اسی شخص کا ایک اور سوال پیش ہوا کہ روزہ دار کی آنکھ بیمار ہو تو اُس میں دوائی ڈالنی جائز ہے یا نہیں؟

فرمایا: یہ سوال ہی غلط ہے۔ بیمار کے واسطے روزہ رکھنے کا حکم نہیں۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 135)

کھانے کی رقم مسکین فنڈ میں بھیجنا

اسی شخص کا یہ سوال پیش ہوا کہ جو شخص روزہ رکھنے کے قابل نہ ہو۔ اس کے عوض مسکین کو کھانا کھلانا چاہیے۔ اس کھانے کی رقم قادیان کے یتیم فنڈ میں بھیجنا جائز ہے نہیں؟

فرمایا: ایک ہی بات ہے خواہ اپنے شہر میں کسی مسکین کو کھلائے یا یتیم اور مسکین فنڈ میں بھیج دے۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 135)

روزہ دار کا خوشبو لگانا

سوال پیش ہوا کہ روزہ دار کو خوشبو لگانا جائز ہے یا نہیں؟

فرمایا: جائز ہے۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 135)

آنکھوں میں سرمہ ڈالنا

سوال پیش ہوا کہ روزہ دار آنکھوں میں سرمہ ڈالے یا نہ ڈالے؟

فرمایا: مکروہ ہے اور ایسی ضرورت ہی کیا ہے کہ دن کے وقت سرمہ لگائے۔ رات کو سرمہ لگا سکتا ہے۔
(ملفوظات جلد 5 صفحہ 135-136)

اعتکاف کے متعلق بعض ہدایات

اعتکاف میں یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان اندر ہی بیٹھا رہے اور بالکل کہیں آئے جائے ہی نہ۔ (بیت الذکر کی) چھت پر دھوپ ہوتی ہے وہاں جا کر آپ بیٹھ سکتے ہیں کیونکہ نیچے یہاں سردی زیادہ ہے۔ اور ضروری بات کر سکتے ہیں۔ ضروری امور کا خیال رکھنا چاہیے اور یوں تو ہر ایک کام (مومن کا) عبادت ہی ہوتا ہے۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 587-588)

رمضان المبارک میں حضور علیہ السلام کی مصروفیات

آج کل مَیں احباب کے پاس کم بیٹھتا ہوں اور زیادہ حصہ اکیلا رہتا ہوں۔ یہ احباب کے حق میں از بس مفید ہے۔ میں تنہائی میں بڑی فراغت سے دعائیں کرتا ہوں اور رات کا بہت سا حصہ بھی دعاؤں میں صرف ہوتا ہے۔
(ملفوظات جلد 1 صفحہ 311-312)

نیز فرمایا: میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں، تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں۔
(ملفوظات جلد 1 صفحہ 439-440)

قادیان میں عید الفطر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نماز عید سے پیشتر احباب کے لئے میٹھے چاول تیار کروائے اور سب احباب نے مل کر تناول فرمائے۔

گیارہ بجے کے قریب خدا کا برگزیدہ بندہ جری اللہ فی حلل الانبیاء سادے لباس میں ایک چوغہ زیب تن کئے (بیت) اقصیٰ میں تشریف لایا۔ جس قدر احباب تھے انہوں نے دوڑ کر حضرت اقدس کی دست بوسی کی اور عید کی مبارک باد دی۔

اتنے میں حکیم نور الدین صاحب تشریف لائے اور آپ نے عید کی نماز پڑھائی اور ہر دو رکعت میں سورۃ فاتحہ سے پیشتر سات اور پانچ تکبیریں کہیں اور ہر تکبیر کے ساتھ حضرت اقدس علیہ السلام نے گوش مبارک تک حسب دستور اپنے ہاتھ اٹھائے۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 627)

ارشادات
حضرت مسیح موعود
علیہ الصلوٰۃ والسلام

نظام وصیت

(مکرم چودھری لئیق احمد ناصر صاحب)

اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَھُمۡ وَ اَمۡوَالَھُمۡ بِاَنَّ لَھُمُ الۡجَنَّۃَ (الصف:۱۱)

یقیناً اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لئے ہیں تا کہ اس کے بدلہ میں اُنہیں جنت ملے۔

جو بہشتی ہیں

''اور مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ مَیں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے۔ تب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔ تب سے ہمیشہ مجھے یہ فکر رہی کہ جماعت کے لئے ایک قطعہ زمین قبرستان کی غرض سے خریدا جائے''۔ (روحانی خزائن جلد۲۰، رسالہ الوصیت صفحہ ۳۱۶)

بشارتوں والا قبرستان

''اور چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اُنۡزِلَ فِیۡھَا کُلُّ رَحۡمَۃٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔ اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے ان شرائط کے پابند ہوں وہ تین شرطیں ہیں اور سب کو بجالانا ہوگا''۔

(روحانی خزائن جلد۲۰، رسالہ الوصیت صفحہ ۳۱۸)

شرائط

۱۔ بہشتی مقبرہ کے مصارف کے لئے چندہ دے۔ (خلاصۃً)

۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے جو اُس کی موت کے بعد دسواں حصہ اُس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت (دین حق) اور (اشاعت) احکام قرآن میں خرچ ہوگا......

۳۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو سچا اور صاف (مومن) ہو۔

۴۔ ہر ایک صالح جو اُس کی کوئی بھی جائداد نہیں اور

کوئی مالی خدمت نہیں کر سکتا اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صالح تھا تو وہ اس قبرستان میں دفن ہو سکتا ہے۔

(روحانی خزائن جلد۲۰، رسالہ الوصیت صفحہ ۳۱۸ تا ۳۲۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث بنیں

"مَیں دُعا کرتا ہوں کہ خدا اِس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی۔ اور خدا کے لئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ اٰمین یا رب العالمین۔

پھر مَیں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی اُن کے کاروبار میں نہیں۔ اٰمین یا رب العالمین

پھر مَیں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم! اے خدائے غفور رحیم! تو صرف ان لوگوں کو اسجگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجالاتے ہیں۔ اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں جن سے تُو راضی ہے اور جن کو تُو جانتا ہے کہ وہ بکلی تیری محبت میں کھوئے گئے۔ اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کیساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ اٰمین یا رب العالمین"۔

(روحانی خزائن جلد۲۰، رسالہ الوصیت صفحہ ۳۱۶ تا ۳۱۸)

اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اُنْزِلَ فِیْھَا کُلُّ رَحْمَۃٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔

خدا کی راہ میں امتحان۔ رحمتوں کے وارث بنیں!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

الٓمّٓ۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ۔ کیا لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ مَیں اِسی قدر پر راضی ہو جاؤں کہ وہ کہہ دیں کہ ہم ایمان لائے اور ابھی ان کا امتحان نہ کیا جائے۔ اور یہ امتحان تو کچھ بھی چیز نہیں۔ صحابہؓ کا امتحان جانوں کے مطالبہ پر کیا گیا۔ اور انہوں نے اپنے سر خدا کی راہ میں دیئے۔ پھر ایسا گمان کہ کیوں یونہی عام اجازت ہر ایک کو نہ دی جائے کہ وہ اس قبرستان میں دفن کیا جائے کس قدر دوراز حقیقت ہے۔ اگر یہی روا ہو تو خدا تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں امتحان کی کیوں بنیاد ڈالی! وہ ہر ایک زمانہ میں چاہتا رہا ہے کہ خبیث اور طیب میں فرق کر کے دکھلاوے اس لئے اب بھی اس نے ایسا ہی کیا۔

خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض خفیف خفیف امتحان بھی رکھے ہوئے تھے جیسا کہ یہ بھی دستور تھا

کہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی قسم کا مشورہ نہ لے جب تک پہلے نذرانہ داخل نہ کرے۔ پس اس میں بھی منافقوں کے لئے ابتلاء تھا۔ ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ اس وقت کے امتحان سے بھی اعلیٰ درجہ کے مخلص جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے۔ دوسرے لوگوں سے ممتاز ہوجائیں گے۔ اور ثابت ہوجائے گا کہ بیعت کا اقرار انہوں نے پورا کر کے دکھلا دیا اور اپنا صدق ظاہر کردیا۔ بے شک یہ انتظام منافقوں پر بہت گراں گذرے گا اور اس سے اُن کی پردہ دری ہوگی۔ اور بعد موت وہ مرد ہوں یا عورت اس قبرستان میں ہرگز دفن نہیں ہوسکیں گے۔ فی قلوبھم مرض فزادھم اللّٰہ مرضا۔ لیکن اس کام میں سبقت دکھلانے والے راستبازوں میں شمار کئے جائیں گے۔ اور ابد تک خدا تعالیٰ کی ان پر رحمتیں ہوں گی۔

(روحانی خزائن جلد ۲۰، رسالہ الوصیت صفحہ ۳۲۷، ۳۲۸)

اموال کافی نہیں

یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا کہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جاوے۔ بلکہ ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے پابند احکام (دین حق) ہو اور تقویٰ اور طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو اور (مومن) خدا کا ایک جاننے والا اور اس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو۔

(روحانی خزائن جلد ۲۰، رسالہ الوصیت صفحہ ۳۲۴)

بہشتی مقبرہ کے قیام کی حکمت......تا ایمان تازہ ہوں

واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں۔ تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ اُن کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں۔ اور تا اُن کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں۔

بالآخر ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس کام میں ہر ایک مخلص کو مدد دے اور ایمانی جوش ان میں پیدا کرے اور ان کا خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین

(روحانی خزائن جلد ۲۰، رسالہ الوصیت صفحہ ۳۲۱)

وصیت: میرے حکم کی تعمیل

بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ بلاؤں کے دن نزدیک ہیں اور ایک سخت زلزلہ جو زمین کو تہ و بالا کردے گا قریب ہے۔ پس وہ جو معائنہ عذاب سے پہلے اپنا تارک الدنیا ہونا ثابت کردیں گے اور نیز یہ بھی ثابت کردیں گے کہ کس طرح انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہیں اور اس کے دفتر میں سابقین اوّلین لکھے جائیں گے۔ اور مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کر کے اس حکم کو ٹال دیا ہے وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہے گا کہ کاش مَیں تمام جائیداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دیتا اور اس عذاب سے بچ جاتا۔ یاد رکھو! کہ اس عذاب کے معائنہ کے بعد ایمان بے سود ہوگا اور صدقہ خیرات محض عبث۔ دیکھو! مَیں بہت قریب عذاب کی تمہیں خبر دیتا ہوں۔ اپنے لئے وہ زاد جلد تر جمع کرو کہ کام آوے۔ مَیں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کرلوں۔ بلکہ تم اشاعت دین کے لئے ایک انجمن کے حوالے اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے۔ بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے۔ تب آخری وقت میں کہیں گے۔ ھٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ۔

(روحانی خزائن جلد ۲۰، رسالہ الوصیت صفحہ ۳۲۸، ۳۲۹)

ماشاء اللہ

احمدیہ فرنیچر ہاؤس

رحمت بازار۔ منڈی ربوہ

عمدہ اور دیدہ زیب اور پائیدار فرنیچر کے لئے

پروپرائٹر: عطاء القیوم بھٹہ فون: 212944

دوکان سراج مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ میں منتقل ہوگئی ہے

BHAI BHAI GOLD SMITH

پروپرائٹر

بھائی بھائی گولڈ سمتھ عبدالمومن زرگر

اقصیٰ روڈ سراج مارکیٹ ربوہ

فون دوکان 04524-211158 گھر 04524-214454 موبائل 0303-6743122

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات خریدنے کے لئے تشریف لائیں

راجپوت جیولرز

جدید فینسی، مدراسی، اٹالین، سنگاپوری ورائٹی دستیاب ھے

انٹرنیشنل معیار کے مطابق زیورات بغیر ٹانکے کے تیار کئے جاتے ہیں

گول بازار ربوہ

فون: 04524-213160

سرسبز، خوبصورت، پرسکون گردونواح، دیدہ زیب ماحول، پہاڑوں کے دامن میں

گوندل

عنقریب ائیرکنڈیشنر کی سہولت سے آراستہ

شادی و بیاہ ودیگر فنگشنز کے لئے لذیذ کھانوں ودیگر ریفریشمنٹ کی مکمل ورائٹی، وسیع پارکنگ

فون..... 212758
گھر..... 212265

ایڈریس: بالمقابل بیت المبارک سرگودھا روڈ دارالفضل۔ ربوہ

گذشتہ نصف صدی کی ۱۰ نمایاں ٹیکنالوجیز

(تحریر کردہ پال باؤن۔ ترجمہ: مکرم مجدالدین مجد صاحب)

گذشتہ پچاس سالوں میں اس قدر نئی ٹیکنالوجیز سامنے آئی ہیں کہ ان سب کا تذکرہ ناممکن نظر آتا ہے۔ لیکن مندرجہ ذیل دس ایسی چونکا دینے والی تبدیلیاں ہیں جنہوں نے ہماری روزمرہ کی زندگی میں انقلاب برپا کر دیا۔ یہ کیونکر شروع ہوئیں؟ اور انہوں نے ہمیں کیا دیا؟...... ایک جائزہ

۱۰...... اعضاء کی پیوند کاری
(Organ Tranplants)

۱۹۵۴ء میں ڈاکٹر جوزف مَرے (Joseph Murray) نے ایک انسانی مریض کو دوسرے انسان کا گردہ پہلی بار لگایا۔ جسے گردہ لگایا گیا تھا، اُس کے جسم نے اسے کوئی بیرونی عضو سمجھنے کی بجائے باآسانی قبول کرلیا۔ یہ ایک بہت ماہرانہ سرجری تھی۔ ڈاکٹر مرے نے اس کے لئے دو جڑواں بھائیوں، رونالڈ ہیرک اور رچرڈ کو منتخب کیا تھا تا کہ ایک جیسی جینیاتی خصوصیات کے باعث کامیابی کے امکانات بڑھ جائیں۔

بہت جلد کئی محققین نے ایسی دوائیں بھی تیار کرلیں جو پیوند شدہ عضو کو جلد نئے جسم کا کارآمد حصہ بنا سکیں۔ آج صرف امریکہ میں ہر سال پچیس ہزار مریضوں کو نیا دل، گردہ، پھیپھڑہ یا کوئی اور عضو لگایا جاتا ہے۔

۹...... روبوٹس اور آرٹیفیشل انٹیلیجنس
(Robots & Artificial Intelligence)

چیکوسلواکیہ کے ایک کہانی نگار (Karel Capek) کیرل کیپک نے روبوٹ کی اصطلاح متعارف کروائی۔ چیک زبان میں ''روبوٹا'' (Robota) کے معنی انتھک محنت کے ہیں۔ لیکن ایک جیتا جاگتا روبوٹ جو انڈسٹری میں فائدہ دے، ۱۹۵۴ء میں جارج ڈیول (George Devol) نے بنایا۔ اس کے پانچ سال کے اندر اندر میساچوسٹ انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی نے Artificial Intelligence کی ایک لیبارٹری تشکیل دی تا کہ انسانی ذہانت کو ایسے روبوٹس میں منتقل کیا جاسکے۔ آج دنیا بھر میں روبوٹس، اشیاء کو جوڑنے (Assemble) کا کام بہت بہتر، تیز اور انسانوں سے سستے داموں سرانجام دے رہے ہیں۔ اسی طرح ایک سال میں اندازاً ۸۱ ملین امریکی جہازوں کی آمدورفت کو ایک سُپر کمپیوٹر کی مدد سے کنٹرول کیا جارہا ہے۔

تاہم ابھی بھی دنیا میں ایسے لوگ ہیں جو ناول نگار کرٹ وانیگٹ (Kurt Vonnegut) کے ہم خیال ہیں، جنہوں نے ۱۹۵۲ء میں شائع کردہ اپنی کہانی "Player Piano" میں اس خدشہ کا اظہار کیا تھا کہ روبوٹس انسانوں کی جگہ لے لیں گے اور انسان روزگار سے محروم ہوجائیں گے۔

۸...... الیکٹرانک ذریعہ سے رقوم کی منتقلی
(Electronic Fund Transfer)

سان فرانسسکو کے Federal Reserve Bank نے ۱۹۷۲ء میں اپنی لاس اینجلس کی برانچ کے لئے ایک الیکٹرانک نظام متعارف کروایا جس کے ذریعہ بغیر کسی کاغذ کے (Paperless) بنکاری کا آغاز ہوا۔ ایک دہائی کے اندر اندر بینکوں، انشورنس کمپنیوں اور دیگر مالیاتی اداروں کے مابین کروڑوں ڈالرز اس طریق سے منتقل ہونے لگے۔ اسی ٹیکنالوجی کا نتیجہ ہے کہ ہم دنیا بھر میں کہیں بھی اپنے بینک اکاؤنٹ سے پیسے نکلوا سکتے ہیں یا کریڈٹ کارڈ کی مدد سے بازار اور انٹرنیٹ سے جی بھر کے خریداری کرسکتے ہیں۔

۷...... نیوکلیائی قوت
(Nuclear Power)

نیوکلیئر ری ایکٹر کے ذریعہ سستی اور ماحولیاتی آلودگی سے پاک بجلی کا حصول تب شروع ہوا جب ۱۹۵۶ء میں ملکہ برطانیہ

نے اپنے ہاتھوں سے پہلے نیوکلئیر پاور پلانٹ کا لندن کے قریب کالڈر ہال (Calder Hall) میں افتتاح کیا۔ اگرچہ کچھ حادثات کے وقوع پذیر ہونے سے نیوکلئیر پاور کے ذریعہ بجلی کے حصول میں رکاوٹیں کھڑی ہوئیں لیکن یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔ امریکہ میں اس وقت سو سے زائد ایسے پلانٹ کام کر رہے ہیں جو کل امریکہ کی بیس فی صد کے قریب بجلی پیدا کر رہے ہیں۔ کون جانتا ہے کہ آئندہ پچاس سالوں میں کوئی اس سے بہتر ذریعہ سامنے آ جائے۔

۶......موبائل فون
(Mobile Phone)

موبائل فون کا خیال گرچہ کم از کم بھی ۱۹۴۷ء میں پیش کیا گیا تھا مگر ایسے کسی فون کا پہلی بار استعمال ۱۹۷۳ء میں موٹرولا (Motrola) کے ایک محقق مارٹن کوپر نے کیا جب انہوں نے من ہاٹن ہلٹن (Manhattan Hilton) سے AT&T کی لیبارٹری میں اپنے ساتھی سے بات کی۔

آج قریباً ۳۰ سال بعد امریکہ کی نصف سے زائد آبادی کے پاس موبائل فون ہے۔ موبائل فون کے نیٹ ورک کے انٹرنیٹ سے مل جانے سے اب کئی کام لئے جا رہے ہیں۔

۵......خلائی سفر
(Space Flight)

شاید بہت سے لوگ خصوصاً امریکی اس بات پر مایوس ہوں گے کہ ہم چاند سے آگے نہیں پہنچ سکے۔ مریخ پر رہائش کا کوئی منصوبہ بن سکا نہ ہی کوئی مشتری پر جا سکا۔ نہ ہی اڑن طشتریاں عام ہوئیں۔ تاہم ۶۰ اور ۷۰ کی دہائی میں روس اور امریکہ کے درمیان اس خلائی دوڑ (Space Races) نے بہت سی ایجادات کو جنم دیا جن میں مصنوعی فائبر اور کمپیوٹر چپس (Chips) شامل ہیں۔ یوں ۱۹۶۹ء میں انسان کا چاند پر قدم رکھنا ممکن ہوا۔ خلا باز جو چاند سے ہو کر آئے وہ ساتھ یہ پیغام بھی لائے کہ: ''ہمیں احساس ہوا ہے کہ زمین صرف ایک ہی ہے۔ ہم اس کے باسی آپس میں بھائی بھائی ہیں''۔

۴......پرسنل کمپیوٹرز
(Personal Computers)

جب تک IBM نے ۱۹۸۳ء میں ڈیسک پر رکھے جانے والے کمپیوٹر (Desktep Computer) اور Apple نامی کمپنی نے ایک سال بعد آسان استعمال والے Macintosh کمپیوٹر متعارف نہیں کروائے، تب تک منی کمپیوٹر (Mini Computer) سے مراد وہ کمپیوٹر تھا جو کم از کم واشنگ مشین کے سائز کا تھا اور ائیر کنڈیشنر کے بغیر نہیں چلتا تھا۔

آج کمپیوٹر کے جہاں بہت سے کار آمد فوائد ہیں وہاں ساتھ کے ساتھ اس پر گیمز کھیلی جا سکتی ہیں۔ نام پتے محفوظ کئے جا سکتے ہیں، لوگوں کو پیغام بھجوائے جا سکتے ہیں۔ شاید کمپیوٹر کی وجہ سے ہم پہلے سے زیادہ مصروف دکھائی دیتے ہیں۔ پس آج پرسنل کمپیوٹر کا شکریہ...... ہم سب مصروف دِکھتے ہیں۔

۳......ڈیجیٹل میڈیا
(Digital Media)

''کیمرہ جھوٹ نہیں بولتا''۔ یہ کہاوت غلط قرار دینے کا سہرا ۱۹۹۰ء میں متعارف کروائے گئے سافٹ ویئر فوٹو شاپ (Photoshop) کے سر ہے۔ اس اور اس جیسے ان گنت سافٹ ویئر کے ذریعہ اب کوئی بھی ڈیجیٹل میڈیا پر آواز، تصویریں، فلمیں اور تحریریں نہ صرف محفوظ کر سکتا ہے بلکہ اپنی مرضی سے ان میں ردوبدل بھی کر سکتا ہے۔ پھر ڈیجیٹل میڈیا پر محفوظ یہ Data تقریباً مفت کاپی (Copy) بھی کیا جا سکتا ہے اور دنیا کے کسی بھی کونہ میں چند لمحوں میں پہنچ سکتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ وقت گزرنے کے ساتھ خراب بھی نہیں ہوتا۔ فلم اور میوزک انڈسٹری کو اس سے بڑا دھچکا لگا ہے لیکن حقیقت بہرحال یہی ہے کہ جن جب بوتل سے باہر آ جائے تو واپس نہیں جاتا۔

۲......جینیٹک انجینئرنگ
(Genetic Engineering)

واٹسن (Watson) اور کرک (Crick) کے نام سے تو آپ میں سے اکثر لوگ واقف ہوں گے جنہوں نے ۱۹۵۳ء

میں DNA کے راز پر سے پردہ اٹھایا تھا۔

لیکن کم لوگ جانتے ہیں کہ یہ بوئر (Boyer) اور کوہن (Cohen) تھے جنہوں نے ۱۹۷۳ء میں دو مختلف اقسام (Species) کے DNA کو آپس میں ملایا تھا۔ انہوں نے اس DNA کو ایک بیکٹریا میں بدلا تھا اور اس DNA نے کئی نسلوں کا سفر بھی کیا تھا۔ آج اس واقعہ کے قریباً ۳۰ سال بعد پراسس کی گئی خوراک (Processed Food) کا ۷۰ فیصدی حصہ ایسا ہے جو زیادہ فصل دینے کے لئے جینیاتی طور پر تبدیل کیا جاتا ہے جیسے سویا بین اور مکئی وغیرہ۔

انسانوں میں اس عمل کا جاری ہونا۔ چاہے اسے اچھا کہیں یا بُرا۔ یقیناً ایک اہم پیش رفت ہے۔ شاید اگر ایسا ہو تو کچھ پیدائشی نقائص اور بعد ازاں کی بیماریاں دور کی جاسکیں۔ لیکن ایسا کرنے کے دیگر نقصانات نامعلوم حد تک تباہ کن ہو سکتے ہیں۔

۱......انٹرنیٹ
(The Internet)

ایسا لگتا ہے کہ انٹرنیٹ کی کوئی حد نہیں۔ انٹرنیٹ کا سب سے اہم جزو یہ ہے کہ دنیا میں کوئی ایسے دو لوگ نہیں جو اس بات پر متفق ہوں کہ اس کا سب سے بڑا فائدہ کیا ہے۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی مفت لائبریری ہے، دنیا بھر کی خبریں پہنچاتا ہے، سوشل کلب (Social Club) کا کردار ادا کرتا ہے، تحقیق کے لئے مواد مہیا کرتا ہے۔ خریداری کے مواقع مہیا کرتا ہے، سب سے سستا ذریعہ مواصلات ہے اور شاید بہت سے لوگوں کو مشکلات میں بھی مبتلا کرتا ہے۔ اس وقت امریکہ کی ۶۰ فی صد آبادی انٹرنیٹ استعمال کر رہی ہے اور شاید جلد ہی باقی بھی اس دوڑ میں شامل ہو جائیں۔ (ماخوذ http://www.msn.com)

سائنس سے واقفیت

حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:۔

یہ سائنس کی ترقی کا زمانہ ہے۔ اس لئے خدام الاحمدیہ کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ہماری جماعت کا ہر فرد سائنس کے ابتدائی اصولوں سے واقف ہو جائے اور ابتدائی اصول اس کثرت کے ساتھ جماعت کے سامنے دوہرائے جائیں کہ ہمارے نائی۔ دھوبی بھی یہ جانتے ہوں کہ پانی دو گیسوں، آکسیجن اور ہائیڈروجن سے بنا ہوا ہے یا روشنی آکسیجن لیتی ہے اور کاربن چھوڑتی ہے۔ اگر اسے آکسیجن نہ ملے تو بجھ جاتی ہے۔ جب ان ابتدائی باتوں سے اکثر لوگ واقف ہو جائیں گے تو بعد میں آنے والے ان سے اوپر کے درجہ پر ترقی پا جائیں گے۔ ایڈیسن جس نے ایک ہزار ایجادیں کی ہیں، وہ ایک کارخانے میں چپڑاسی تھا۔ کارخانے میں جو تجربات ہوتے وہ ان کو غور سے دیکھتا رہتا۔ اس کی اس دلچسپی کو دیکھ کر ایک افسر نے اسے ایسی جگہ مقرر کر دیا۔ جہاں وہ کام بھی سیکھ سکتا تھا۔ پھر اسے ایسی درسگاہ میں داخل کرادیا گیا۔ جہاں وہ ایک حد تک علمی سائنس سے واقف ہو سکے۔ آخر وہ ایجادیں کرنے لگ گیا اور آج وہ دنیا کا سب سے بڑا موجد سمجھا جاتا ہے۔ بجلی، فونوگراف، ٹیلیفون، اسی طرح کی اور بہت سی چیزیں اس نے ایجاد کیں اور بعض چیزوں میں ایسی شاندار ترمیم کی کہ وہ ایک نئی چیز بن گئیں۔ پس جن لوگوں کے دماغ سائنس سے مانوس ہوں وہ دوسری کتابوں سے مدد لے کر ترقی کر جائیں گے۔ بعض لوگ بظاہر نکمے اور بے عقل سمجھے جاتے ہیں لیکن جب ان کا دماغ کسی طرف چلتا ہے تو حیران کن نتائج پیدا کرتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ جو بہت زیادہ عقلمند اور ہوشیار نظر آئے وہی سائنس میں ترقی کرے......پس میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ جہاں ہمارے دوست دینی علوم سے واقف ہوں، وہاں کچھ نہ کچھ انہیں سائنس کے ابتدائی اصول سے ضرور واقفیت ہونی چاہیے کیونکہ ان کا جاننا بھی اس زمانہ کے لحاظ سے بہت ضروری ہے۔ (مشعل راہ جلد اول صفحہ ۴۴۶)

رپورٹ ''دارالصناعۃ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ''

(از مکرم اکبر احمد صاحب ڈائریکٹر دارالصناعۃ)

ربوہ میں بے روزگار خدام کو ہنر سکھانے کے لئے کسی مستند ادارے کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی۔ جس کی سفارشات دو سال قبل مرکزی مجلس شوریٰ نے بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کیں تھیں۔ اس پر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب آپ ناظر اعلیٰ تھے تو آپ کی خواہش پر ایک ادارے کا قیام عمل میں لائی۔ جس کی منظوری حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی اور ازراہِ شفقت اس ادارے کا نام دارالصناعۃ تجویز فرمایا۔ اس ادارے کے قیام کا مقصد نا صرف بیروزگار خدام کو ہنر سکھانا بلکہ باعزت روزگار کے حصول میں ممکن حد تک مدد فراہم کرنا بھی شامل ہے۔

اس ادارہ نے فوری ضرورت کے تحت ایک عمارت کرایہ پر حاصل کر کے کام کا آغاز کیا اور اس میں امسال ماہ فروری سے آٹو مکینک، آٹو الیکٹریشن، جنرل الیکٹریشن، کوکنگ، کارپنٹر کی کلاسز کا اجراء کیا۔ جس میں اس وقت ربوہ اور پاکستان بھر کے دیگر شہروں سے 171 طلباء ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں۔ بیرون از ربوہ طلباء کی رہائش کے لئے فی الحال عارضی طور پر ایک گھر کرایہ پر حاصل کر کے ضرورت پوری کی جارہی ہے۔

دارالصناعۃ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کو مستقل بنیادوں پر جاری رکھنے کے لئے محلہ دارالفضل میں 10 کنال اراضی حاصل کی گئی ہے۔ جس میں سے دو کنال صدر انجمن احمدیہ چار کنال وقف جدید اور بقیہ چار کنال مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے خریدی ہے۔ جس پر انشاء اللہ جلد ہی ایک وسیع وعریض عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ ہے۔ اسی عمارت میں انشاء اللہ بیرون از ربوہ طلباء کی رہائش کے لئے ہوسٹل کا بھی انتظام ہوگا۔

- اس وقت ادارہ میں آٹو مکینک کی پہلی کلاس میں 46 طلباء، دوسری کلاس میں 52 طلباء اور اب تیسری کلاس میں 47 طلباء ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں۔
- جنرل الیکٹریشن میں 16 طلباء اور وڈ ورکس کلاسز میں 5 طلباء شامل ہیں۔ جو اپنے تعلیمی دورانیے کا نصف حصہ یعنی 3 ماہ مکمل کر چکے ہیں۔
- آٹو الیکٹریشن کلاس میں اس وقت 35 طلباء تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ اس کلاس کے کورس کی تکمیل اگلے ماہ اکتوبر تک ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ
- کوکنگ کی باقاعدہ کلاسز مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے گیسٹ ہاؤس ''سرائے خدمت'' میں جاری ہیں۔ جس سے قریباً 10 خدام استفادہ کر رہے ہیں۔

- لانڈری، فرنیچر پالشنگ اور پینٹنگ کے ٹریڈز میں فی الحال دو دو طلباء کو ٹریننگ دلوائی گئی ہے۔
- آٹو مکینک کے طلباء کی عملی تربیت کے لئے فائر سٹیشن کی بلڈنگ میں ایک آٹو ورکشاپ قائم کی گئی ہے جس میں تجربہ کار ماہرین کی نگرانی میں مختلف ادارہ جات کی گاڑیوں کے علاوہ پرائیویٹ گاڑیوں کی مرمت بھی کی جاتی ہے۔
- ٹف ٹائلز بنانے کا ایک پلانٹ بھی اس ادارہ کے تحت محلّہ دارالفضل میں لگایا گیا ہے۔ جو مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے تحت تعمیر ہونے والی عمارات کے علاوہ تجارتی بنیادوں پر نہایت اعلیٰ معیار کی ٹائل بنا کر سپلائی کر رہا ہے۔

دارالصناعۃ میں شامل کلاسز میں نماز عصر، مغرب اور عشاء باجماعت ادا کی جاتی ہیں اور نماز عصر کے بعد درس القرآن کے تحت تلفظ اور لفظی ترجمہ سے قرآن مجید بھی پڑھایا جاتا ہے۔ تمام کلاسیں جمعرات کے دن ہاف ٹائم میں بزم ادب منعقد کرتی ہیں۔ ان کلاسز کے طلباء کو کورس کا نصف دورانیہ مکمل کرنے پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے فارم پر پکنک منانے کے لئے لے جایا جاتا ہے اور امسال ادارہ میں جلسہ یوم خلافت کا انعقاد بھی کیا گیا۔ اساتذہ کا ایک مطالعاتی دورہ برائے گوجر خاں آرمی ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ اور ٹیک نی ٹمیسٹ راولپنڈی کیا گیا اسی طرح انسٹی ٹیوٹ کا نصاب ترتیب دیا گیا۔

دارالصناعۃ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ میں عنقریب گاڑیوں کی ڈینٹنگ پینٹنگ، پلمبنگ، ویلڈنگ، شٹرنگ، سٹیل فکسنگ، ائیر کنڈیشنگ اینڈ ریفریجریشن، ریڈیو اور ٹی وی مکینکس کے کورسز کا بھی اجراء کیا جا رہا ہے۔ جس کے داخلہ کی تشہیر بذریعہ روزنامہ الفضل کر دی جائے گی۔

مورخہ 19 ستمبر 2004ء کو شام 7:30 بجے دارالصناعۃ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ فیکٹری ایریا ربوہ میں ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا جس میں آٹو مکینک کی پہلی کلاس میں کامیاب ہونے والے طلباء کو سرٹیفکیٹس دیئے گئے۔ یہ سرٹیفکیٹس نہ صرف پاکستان بھر بلکہ بیرون از پاکستان بھی ملازمت کے حصول میں ممد ہوں گے۔ AM1 کے فائنل امتحان میں 43 طلباء شامل ہوئے جن میں سے 40 طلباء کامیاب قرار پائے۔ یوں پہلی کلاس کا نتیجہ 93% فیصد رہا۔ ناکام رہنے والے طلباء کو انشاء اللہ دوبارہ تیاری کروا کے امتحان دلوایا جائے گا۔

اس تقریب کے مہمان خصوصی مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی تھے۔ انہوں نے اعزاز پانے والے طلباء میں انعامات تقسیم فرمائے اور طلباء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: جب آپ کسی کام کا وعدہ کریں تو کوشش کریں کہ بروقت اُس کو پورا کریں۔ دوسرے اس بات کا خیال رکھیں کہ ہمیشہ صحیح مال استعمال کریں اور بل میں وہی چیز شامل کریں جو استعمال ہوئی ہو۔ یعنی کاروبار میں دیانت داری کا ساتھ نہ چھوڑیں۔

اس ادارے کے قیام کے لئے مکرم نوید احمد خان صاحب ڈائریکٹر ٹیک نی ٹمیسٹ انسٹیٹیوٹ نے نمایاں اور قابل قدر خدمات سرانجام دیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی ہدایات کی روشنی میں راہنمائی کرتے رہے۔ ادارہ ان کے تعاون پر تہ دل سے ممنون ہے۔ دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اس ادارہ کو ترقیات سے نوازے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خواہش کے مطابق کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

OOOOOO

رومن اعداد

(مکرم احمد محمود قریشی صاحب)

پتھر کے زمانہ سے انسان جوں جوں ترقی کرتا گیا تو اسے اشیاء کی تعداد معلوم کرنے یا کاروبار میں نفع نقصان کا اندازہ کرنے کے لئے اعداد کی ضرورت محسوس ہوئی۔ مختلف اقوام نے اپنے اپنے انداز سے اعداد کے لئے مختلف علامات تجویز کیں اور ان اعداد پر بنیادی حسابی عمل جیسے جمع، تفریق، ضرب اور تقسیم کرنے کے طریقے وضع کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اعداد کے ان مختلف نظاموں کی کچھ limitations تھیں جن کی بنیاد پر یہ آفاقی اہمیت نہ حاصل کر سکے۔

آج ہم آپ کو رومن اعداد کا تعارف پیش کرتے ہیں۔ رومن اعداد کی ابتدا بھی اتنی ہی پرانی ہے جتنا قدیم روم۔ ان اعداد کو آج بھی محدود طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے گھڑی پر اعداد ظاہر کرنے کے لئے یا کسی کتاب کے ابواب کے نمبر ظاہر کرنے کے لئے۔ وغیرہ وغیرہ۔ رومن اعداد کو ظاہر کرنے کے لئے درج ذیل علامات استعمال کی جاتی ہیں جن کی اعشاری قیمت (Decimal Value) ان کے سامنے درج ہے۔

علامات	اعشاری نظام میں قیمت	علامات	اعشاری نظام میں قیمت
I	1 (ایک)	C	100 (سو)
V	5 (پانچ)	D	500 (پانچ سو)
X	10 (دس)	M	1000 (ہزار)
L	50 (پچاس)		

اعداد کے رومن نظام میں کسی نمبر کی اعشاری قیمت معلوم کرنے کے لئے اُس رومن نمبر میں شامل علامات کی قیمتوں کو جمع کیا جاتا تھا۔ جیسے MDCCLXI کی قیمت

1000+500+100+100+50+10+1=1761 ہوگی۔

اور اگر کسی علامت پر (bar) کا نشان لگا دیا جاتا تو اُس کی قیمت 1000 گنا ہو جاتی ہے۔ مثلاً

V=5x1000=5000

C=100x1000=100000

موجودہ دور میں اعداد کے رومن نظام میں کسی نمبر کی قیمت معلوم کرنے کے لئے تفریق کے عمل کو بھی شامل کیا گیا ہے اور ایک قاعدہ وضع کیا گیا ہے جس کے مطابق اگر کسی نمبر میں کم قیمت کی کوئی علامت بڑی قیمت کی علامت سے پہلے آئے گی تو اس نمبر کی اعشاری قیمت معلوم کرتے ہوئے اول الذکر کو مؤخر الذکر سے تفریق کر دیا جائے گا۔ مثلاً

IV=5-1=4

اس طرح XL=50-10=40

یاد رہے کہ اس قاعدہ کو صرف چار۔ نو۔ چالیس۔ نوے۔ چار سو اور نو سو وغیرہ کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر اس قاعدہ کو بیک وقت دو سے زیادہ علامات کے لئے استعمال کیا جائے تو غیر واضح نتائج سامنے آتے ہیں۔ جیسے IXC کی قیمت 100-9=91 یا 100-10-1=89 ہو سکتی ہے۔

آیئے اب ہم چند رومن اعداد کی اعشاری قیمتیں معلوم کرتے ہیں۔

(i) xxxvii=10+10+10+5+1+1=37

(ii) xiix=(50-10)+(10-1)=40+9=49

(iii) CDLVII=(500-100)+50+5+1+1=457

(iv)MMCMXCIX=1000+1000+(1000-100)+(100-10)+(10-1)=2999

کیا آپ درج ذیل رومن اعداد کی اعشاری قیمت بتا سکتے ہیں؟

(i) CDLVII (ii) MCLI

جواب:-

(i) 457 (ii) 1151

کیا آپ درج ذیل اعشاری اعداد کو رومن اعداد میں لکھ سکتے ہیں۔

(i) 26 (ii) 431 (iii) 1551

جواب:- (i) XXVI (ii) CDXXXI (iii) MDLI

••••••••••••••••••••••••

شوخیٔ تحریر

مجبوریاں ایسی

(مرسلہ: مکرم مبشر احمد ڈار صاحب)

ایک روز ایک اجنبی حضرت اپنا رومان انگیز افسانہ دکھانے لائے تاکہ اسے پڑھ کر اپنی رائے دے سکوں۔ وہ افسانہ یوں شروع ہوتا تھا۔

''وہ دیر سے کھڑا نظارے سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ اس کے پاؤں تلے سبزہ مخمل کی طرح بچھا ہوا تھا جس پر طرح طرح کے پھولوں نے سلمیٰ ستارے کا کام کر رکھا تھا۔ اس کے دل میں خیالات اس روانی کے ساتھ آ رہے تھے جیسے کوئی اعلیٰ درجے کی سنگر مشین بخیہ کر رہی ہو یا کوئی تیز قینچی کتر کتر چل رہی ہو۔ بعض اوقات کوئی پرندہ دفعتاً چیخ اٹھتا اور اس کے خیالات کا سلسلہ یوں منقطع ہو جاتا جیسے دھاگا ٹوٹ جائے یا یکایک سوئی چبھ جائے۔ وہ اپنی نگاہوں کے گز سے قدرت کا ناپ لے رہا تھا۔ سر پر آسمان نیلے رنگ کی واسکٹ پہنے ہوئے تھا جس میں بادلوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے سفید بٹنوں کی طرح جڑے ہوئے تھے۔ نالے کا بہتا ہوا پانی سفید ململ کے کھلے ہوئے تھان کی طرح معلوم ہو رہا تھا جس میں سورج کی نارنجی شعاعوں نے گوٹا کناری کا کام——''

''معاف کیجئے''—— میں نے پوچھا۔ 'آپ کہیں درزی تو نہیں؟''

''جی نہیں!'' وہ شرما کر بولے۔ ''میں ٹیلر ماسٹر ہوں''۔

***

ایک بے حد کفایت شعار حضرت جب کبھی مجھے تار بھیجتے تو ہمیشہ انتہائی اختصار سے کام لیتے۔ ان کے تار کچھ اس قسم کے ہوتے۔ ''آ جاؤ''، ''آج اسٹیشن''، ''ٹھیک ہے''۔

ایسے تار لے کر مجھے کتنی کوفت ہوتی ہوگی، یہ ظاہر ہے۔ جب وہ ملنے آتے اور صرف ''آج اسٹیشن'' لکھتے تو میں علی الصبح سٹیشن پر جا بیٹھتا اور آدھی رات تک جتنی گاڑیاں آتیں، ان سب میں تلاش کرتا۔ اس طرح جب وہ تار میں صرف ''نہیں'' یا ''ہاں'' لکھتے تو میں سوچنے بیٹھ جاتا کہ ان کا مطلب کیا ہے اور مجھے ایک اور تار بھیجنا پڑتا۔

بعض اوقات تو میں خود جا کر ان سے ملتا تاکہ سب کچھ اچھی طرح سمجھ سکوں۔ اس کے برعکس ایک بے حد فضول خرچ حضرت کچھ اس قسم کا تار بھیجا کرتے——

''سناؤ بھئی کیا حال ہے۔ تم بھی کمال کرتے ہو۔ اتنے عرصے سے کوئی خط نہیں لکھا۔ اگر آج شام کو فرصت ہو تو براہ کرم شام کو تھری ڈاؤن گاڑی پر ملو جو چار نمبر پلیٹ فارم پر پونے سات بجے پہنچتی ہے۔ یہ یاد رکھنا کہ کبھی کبھی وہ لیٹ بھی ہو جاتی ہے۔ باقی باتیں ملنے پر ہوں گی۔ اس تار کو ضروری سمجھنا سب کو سلام۔''

***

بچوں کے متعلق ایک دوست نے قصہ سنایا۔ ان کے دو چھوٹے بچے حسب معمول اپنی ساری کوششیں اس جدوجہد میں صرف کرتے تھے کہ کہیں انہیں کوئی پڑھا نہ دے۔ حساب سے تو وہ خاص طور پر متنفر تھے۔ آخر میرے دوست عاجز آ گئے اور انہوں نے استاد کے لئے اخبار میں اشتہار نکلوا دیا۔ ایک استاد آئے اور بڑی استادی سے انہوں نے بچوں کی پسند اور ناپسند کا پتہ چلایا۔ بچوں کو خرگوش بے حد پسند تھے۔ چنانچہ وہ چھ

خرگوش لے کر بچوں کے پاس پہنچے۔خرگوش دیکھ کر بچے بہت خوش ہوئے اور ان سے کھیلنے لگے۔استاد بولے--- ''بچو! بھلا بتاؤ تو سہی یہ کتنے ہیں؟'' ایک بچے نے گن کر کہا۔''چھ'' انہوں نے تین خرگوش چھپالیے، پھر پوچھا۔''اوراب باقی کتنے رہ گئے؟'' بچے نے پھر گنا اور بولا--- ''تین!'' یکا یک چھوٹا بچہ بڑے کوایک طرف لے گیا اوران کے کان میں کہنے لگا۔''خبردار! میرے دل میں شبہ سا ہے۔ذرا ہوشیار رہنا،کہیں یہ آدمی باتوں باتوں میں حساب نہ پڑھادے''۔

***

ایک بہت بڑے فلاسفر تھے جنہوں نے ایک کتب فروش کو یہ خط لکھا تھا۔

''جناب من!اوّل تو میں نے یہ بے ہودہ کتاب آپ سے ہرگز نہیں منگوائی۔اگر منگوائی تھی تو آپ نے ہرگز نہیں بھیجی۔اگر آپ نے بھیجی تھی تو مجھے بالکل نہیں ملی۔اگر مجھے ملی تھی تو میں نے قیمت ادا کردی تھی اور اگر میں نے قیمت ادا نہیں کی تو آپ سے جو کچھ بھی ہوسکتا ہے کرلیجئے۔امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔فقط''

ایک مرتبہ وہ کسی حجام کی دکان پر حجامت کرار ہے تھے۔دفعتاً کوئی سڑک پر چلایا۔میاں عبدالقدوس صاحب!میاں عبدالقدوس صاحب!آپ کے مکان کو آگ لگ گئی۔وہ تڑپ کر اُٹھے،حجام کو پرے دھکیلا۔گلے کا سفید کپڑا ایک طرف دے مارا۔صابن کا جھاگ ایک اور صاحب پر پھینکا۔دوگاہکوں سے بری طرح ٹکرائے۔سڑک پر کودے، پھسلے گرے، پھر اُٹھے ایک دہی بڑے والے سے ٹکرائے اچھل کر بھاگے۔کچھ دور جا کر رک گئے اور سر کھجانے لگے۔پھر شرمندہ ہوکر بولے۔افوہ! میں بھی کیا ہوں، بھلا میرا نام عبدالقدوس کہاں ہے؟

***

ایک بوڑھے پنشنر کی پنشن دفعتاً بند ہوگئی۔جنوری سے جون تک کچھ نہ ملا۔آخر تنگ آکر اس نے اوپر خط لکھا، وہاں سے جواب آیا کہ کاغذات کے مطابق آپ کا کئی ماہ سے انتقال ہو چکا ہے،اس لئے پنشن بند کردی گئی ہے۔اس نے لکھا کہ جناب من میں تو باقاعدہ زندہ ہوں۔جواب آیا کہ آپ سرٹیفکیٹ بھیجئے۔یہ ضلع کے کمشنر کے پاس گیا۔کمشنر بڑا ہنسا اور سرٹیفکیٹ لکھ دیا کہ میں فلاں صاحب کو اپریل سے دیکھ رہا ہوں اور تصدیق کرتا ہوں کہ یہ زندہ ہیں۔نیچے جون کی تاریخ لکھ دی۔پنشنر نے وہ سرٹیفکیٹ اور ایک خط اوپر بھیج دیا۔اگلے ہفتے تین ماہ کی پنشن آگئی۔ساتھ ہی ایک خط جس میں لکھا تھا--- ''جناب من! آپ کے سرٹیفکیٹ کے مطابق اپریل،مئی اور جون کی پنشن ارسال ہے۔براہ کرم اور سرٹیفکیٹ ارسال فرمائیے کہ آپ اسی سال جنوری فروری اور مارچ میں بھی زندہ تھے تاکہ آپ کی بقیہ پنشن بھی بھیج دی جائے۔

***

قنوطیت ایک ایسی چیز ہے جو کبھی چھپی نہیں رہتی۔قنوطی صاحب گویا چیخ چیخ کر کہتے ہیں کہ ادھر دیکھو لوگو میں قنوطی ہوں۔

ایک قنوطی حضرت--- جب کبھی ملنے آتے تو کچھ اس طرح گفتگو شروع کرتے۔

میں ستایا ہوا ہوں، بوکھلایا ہوا ہوں، رنجیدہ ہوں، غم دیدہ ہوں، غمگین ہوں، غم کا مارا ہوں۔

میں جواب دیتا--- ''مجھے افسوس ہے، تاسف ہے، قلق ہے،فکر ہے،تشویش ہے۔اس کے بعد باتیں شروع ہوتیں جن سے ظاہر ہوتا کہ قدرت خاص طور پر ان کے پیچھے لٹھ لے کر پڑی ہوئی ہے۔فرشتے محض ان کو ستانے کے لئے اپنے پروگرام بدلتے ہیں۔چاند،سورج،آندھی مینہ سب ان کے دشمن ہیں۔

اگر یہ فٹ بال کا میچ دیکھنے جاتے ہیں تو ان کی محبوب ٹیم اس لئے ہار جاتی ہے کہ ان جیسا بدقسمت میچ دیکھ رہا ہے۔ اگر جیتی ہے تو ان کی موجودگی کی وجہ سے گول کم ہوتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کا ہوّا بنا لیتے......

***

آپ کسی کالج یا سکول کے سٹاف روم میں جا بیٹھئے۔ پندرہ منٹ بعد کے بغیر کسی تعارف کے آپ ہر ٹیچر یا پروفیسر کو پہچان لیں گے۔

ایک مرتبہ میں ایک تقریب میں گیا اور میں نے ذرا سی دیر میں سب کو پہچان لیا۔ باتیں ہو رہی تھیں۔ جغرافیے کے پروفیسر نے کسی جگہ کے متعلق دریافت کیا۔ جب انہیں اس جگہ کی آب و ہوا بتائی گئی تو مسکرا کر بولے۔ ''تو یوں کیوں نہیں فرماتے کہ بحیرہ روم کے خطے جیسی آب و ہوا ہے''۔ تاریخ کے پروفیسر بولے۔ ''سلوک؟ ایمان کی بات تو یہ ہے کہ یہاں وہی سلوک ہونا چاہیے جو سکندر نے پورس کے ساتھ کیا تھا''۔

ریاضی کے پروفیسر فیصدی کے سوا بات ہی نہ کرتے تھے۔ مثلاً ''ہندوستان میں اسی فیصدی آدمی چڑچڑے ہیں''۔ ''افغانستان میں ساٹھ فیصدی آدمی چھینکیں مارتے رہتے ہیں''، ''عرب میں نوے فیصدی آدمی بات بات پر لاحول پڑھتے ہیں''۔

انہوں نے فلاسفی کے پروفیسر پر چوٹ کی۔ وہ چڑ گئے اور بحث ہونے لگی۔ ریاضی کے پروفیسر بولے۔ ''ریاضی ایک سچا علم ہے۔ اس میں صداقت ہے کیونکہ ہندسے کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ مثال کے طور پر اگر ایک آدمی ایک کمرہ دس روز میں بنا سکتا ہے تو دس آدمی اس کمرے کو ایک روز میں بنا سکتے ہیں۔

***

میرا حافظہ بہت کمزور ہے اور میں سب کچھ بھول جاتا ہوں۔ ابھی سوچ رہا ہوں، ابھی بھول جاتا ہوں۔ بعض اوقات تو سوچنے سے پہلے ہی بھول جاتا ہوں اور اکثر اس قسم کے حادثے ہوتے رہتے ہیں۔

مجھے ایک صاحب سے ملایا جا رہا ہے۔ ان کا نام خلیل صاحب ہے۔ وہ مجھ سے پہلے بھی کبھی ملے ہیں لیکن میں حسب معمول بھول چکا ہوں۔ وہ ملتے ہی کہتے ہیں۔ 'میں نے آپ کو کہیں دیکھا ہے''۔

''ضرور دیکھا ہوگا۔'' میں مسکرا کر کہتا ہوں۔

''بتاؤں، کہاں دیکھا تھا؟''

''بتایئے!''

'آپ کرکٹ کا میچ کھیل رہے تھے۔

اب میری باری آتی ہے اور اخلاقاً مجھے بھی کہنا پڑتا ہے کہ ــ ''اوہ! خوب یاد آیا۔ میں نے بھی آپ کو کہیں دیکھا ہے''۔

''کہاں دیکھا ہے؟''

''وہ اس روز آپ وہاں ــ'' میں اس امید پر کہتا ہوں کہ شاید وہ خود فقرہ مکمل کر دیں گے۔

''ہاں ہاں!'' وہ چہک کر کہتے ہیں۔

''آپ وہاں، اس روز، اس وقت ــ''

''ہاں فرمایئے، میں کیا کر رہا تھا بھلا؟''

''آپ فاختہ اڑا رہے تھے۔'' میں تنگ آ کر کہتا ہوں۔

بہر حال تین چیزیں تو میں ہمیشہ بھول جاتا ہوں، یہ مجھے کبھی یاد نہیں رہتیں۔ ایک تو مجھے ٹیلی فون کے نمبر یاد نہیں رہتے، دوسرے دوستوں کے پتے ہمیشہ بھول جاتا ہوں اور تیسرے ــ لاحول ولا دیکھئے میں پھر بھول گیا۔ میں وہ تیسری چیز بھول گیا ہوں جو اکثر بھول جاتا ہوں۔ (پرواز۔ شفیق الرحمٰن)

******

دنیا کی فلاح و بہبود کی ضمانت......نظام وصیت

حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:-

''اگر (دینی) حکومت نے ساری دنیا کو کھانا کھلانا ہے، ساری دنیا کو کپڑے پہنانا ہے، ساری دنیا کی رہائش کے لئے مکانات کا انتظام کرنا ہے، ساری دنیا کی بیماریوں کے لئے علاج کا انتظام کرنا ہے، ساری دنیا کی جہالت کو دور کرنے کے لئے تعلیم کا انتظام کرنا ہے تو یقیناً حکومت کے ہاتھ میں اس سے بہت زیادہ روپیہ ہونا چاہیے جتنا پہلے زمانہ میں ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اعلان فرمایا کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے اُن لوگوں کے لئے جو حقیقی جنت حاصل کرنا چاہتے ہیں یہ انتظام فرمایا ہے کہ وہ اپنی خوشی سے اپنے مال کے کم سے کم دسویں حصہ کی اور زیادہ سے زیادہ تیسرے حصہ کی وصیت کر دیں......

......عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جب دنیا چلّا چلّا کر کہے گی کہ ہمیں ایک نئے نظام کی ضرورت ہے تب چاروں طرف سے آوازیں اٹھنی شروع ہو جائیں گی کہ آؤ ہم تمہارے سامنے ایک نیا نظام پیش کرتے ہیں۔ روس کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں۔ ہندوستان کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں۔ اٹلی اور جرمنی کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں، امریکہ کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں۔ اُس وقت میرا قائم مقام قادیان سے کہے گا کہ نیا نظام الوصیت میں موجود ہے۔ اگر دنیا فلاح و بہبود کے رستہ پر چلنا چاہتی ہے تو اُس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ الوصیت کے پیش کردہ نظام کو دنیا میں جاری کیا جائے''۔

(نظام نو صفحہ ۱۱۶۔۱۱۷)

Monthly

KHALID

C. Nagar

November 2004
Regd. CPL # 75/CR

Mansoor Ahmad Nooruddin